709

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

132686

دیباچہ

عبد الرحمٰن ابن عبد الحکم کا رسالۂ ذکر فتح الاندلس سب سے پہلی اور غالباً سب سے آخری مرتبہ ڈاکٹر جہان ہیرس جونز ایم۔ اے۔ پی ایچ۔ ڈی نے گوٹنجن سے مع ترجمہ۔ مقدمہ و تعلیقات ۱۸۵۸ء میں شائع کیا تھا۔ کیونکہ اس کو ساٹھ سے کچھ اوپر سال ہوئے اس لئے آجکل یہ النادر کالمعدوم کا حکم رکھتا ہے۔ اپنے زمانۂ طالب علمی میں مَیں نے اس مختصر مگر معتبر رسالے کی اہمیت دیکھ کر اس کا ترجمہ کیا جو رسالۂ مخزن لاہور کی کئی اشاعتوں میں نکل چکا ہے اب اس گم شدہ لعل کو محفوظ اور ابنائے وطن کو اس سے بہرہ ور کرنے کے خیال سے میں اس ترجمہ پر نظر ثانی کے بعد مع متن و تعلیقات پھر شائع کرتا ہوں۔

عربی متن کے متعلق اس قدر عرض کرنا ضروری ہے کہ ڈاکٹر جونز موصوف نے قلمی نسخے کی تمام خصوصیات کو بالالتزام و بہ احتیاط اپنے متن میں محفوظ رکھا ہے۔ میں نے بھی ان خصوصیات کو جو اور کسی مُصنّف میں کم نظر آتی ہیں مٹانے کی کوشش نہیں کی بلکہ ان کو بجنسہٖ ڈاکٹر جونز کے نسخے نقل کر دیا ہے دوسرے الفاظ میں ہمارا متن گویا ابن عبد الحکم کے نسخے کا نقش ثانی ہے۔

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

البتہ میں نے صرف اس قدر تغیر کرنیکی جرأت کی ہے کہ مصنف غلام نے ناموں کو نشانات سے ظاہر کیا تھا۔ اور ان کو ڈاکٹر جونز نے بھی قائم رکھا ہے۔ مگر میں نے ان کی بجائے پورے نام لکھنے مناسب خیال کئے ہیں۔ کیونکہ لتھو پریس میں اس قسم کا انتظام کرنا مشکل بلکہ ناممکن تھا۔ ترجمہ کیونکہ عربی سے کیا گیا ہے اس لئے میری کوشش یہ رہی ہے کہ یہ حتی الامکان لفظی ہو۔ مصنف کا طرز تحریر برقرار رہے۔ اور تسلسل عبارت بھی مفقود نہ ہو۔ لیکن بعض جگہ مجبوراً اس کلیہ کی خلاف ورزی کرنی پڑی ہے۔ کیونکہ ایسے مقامات پر لفظی ترجمہ ناموزوں معلوم ہوتا تھا۔

آخر میں ڈاکٹر جونز کا غائبانہ شکر گذار ہوں کہ ان کے تعلیقات اور مقدمہ سے مجھے مدد ملی۔ اس کے علاوہ برادر عزیز معتز عبید الرحمن صاحب کا بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے پروف وغیرہ کی بازدید اور طباعت کی نگرانی اپنے ذمے لے کر مجھکو تکلیف سے بچالیا +

محمد جمیل الرحمن

کلیہ جامعۂ عثمانیہ
حیدرآباد دکن

تقریب

دنیوی علوم میں علم تاریخ کو جو اہمیت حاصل ہے اِس میں شک کی گنجائش نہیں۔ اور اردو علم ادب میں تاریخ اور بالخصوص تاریخ اسلام کا فقدان بھی کسی ثبوت کا محتاج نہیں۔ میرے نزدیک اس کمی کو اِس طرح پورا کیا جاسکتا ہے کہ تاریخ اسلام کے مختلف حِصّوں کے متعلق مستند عربی کتابوں کا ترجمہ شائع کیا جائے۔ اور ناظرینِ کُتب کو اس طرح اِس قابل بنا دیا جائے کہ وہ بذاتِ خود واقعات کی تنقید کرسکیں۔ کیونکہ تاریخی تحقیق صرف اسی وقت کامیابی کے ساتھ کیجاسکتی ہے جب کہ اصلی مأخذ کو پیشِ نظر رکھا جائے۔ اور اِن کی قدر وقیمت کا صحیح اندازہ لگایا جائے۔ مورخ کا یہ فرض ہے کہ ان اصلی مأخذ کی چھان بین کرکے ان ہی سے اپنی کتاب کا مواد حاصل کرے۔ کیونکہ تمام تاریخ کا انحصار صحیح واقعات پر ہی ہے۔

اندلس کی تاریخ مُسلمانوں کا ایک درخشاں کارنامہ ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اب تک تاریخ اندلس کا لکھا جانا تو کجا اس کے ماخذ بھی ہماری زبان میں منتقل نہیں ہُوئے۔ اور بالعموم مسلمان اپنے اِن بزرگوں کے کارناموں سے بالکل ناواقف ہیں۔ تاریخ اندلس کے بہ آسانی تین حِصّے کئے جاسکتے ہیں۔ اول حِصّہ تو وہ ہے جب کہ وہاں کے والی خلفاء یا والیانِ افریقیہ کی طرف سے مقرر ہوکر آیا کرتے تھے۔ یہ حِصّہ سنہ ۹۲ھ سے شروع

ہو کر ۱۳۶ھ میں ختم ہو گیا۔ اس سال اندلس خلافت عباسیہ سے جدا ہوا۔ اور بنو امیہ کے ایک اولوالعزم مرد نے وہاں نئے سرے سے اپنے خاندان کی حکومت کی بنا ڈالی۔ اسی سن سے تاریخ اندلس کا دوسرا دَور شروع ہوتا ہے۔ اور ۴۲۲ھ میں ہشام ثالث کی موت پر ختم ہو جاتا ہے۔ اس عرصہ میں سلطنت بنو امیہ اپنے اِنتہائی عروج کو پہنچی اور آخر منصور کی غاصبانہ جدوجہد کی وجہ سے متزلزل ہو گئی۔ اس کے بعد طوائف الملوکی کا زمانہ شروع ہوتا ہے۔ یہ تاریخ اندلس کا تیسرا دور ہے۔ اور اسی دَور پر اسلامی اندلس کی تاریخ کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

اِن تینوں دَوروں کی تاریخ پر اگر غور کیا جائے تو بعد کے دُو دَور بالکل واضح نظر آتے ہیں۔ مگر پہلے دور اَور بالخصوص فتح ملک کے متعلق اب تک پورا تیقن نہیں ہوا۔ اور ضرورت ہے کہ اس مسئلہ کو صاف کر دیا جائے فتح اندلس کے مورخ کو اس حصۂ تاریخ کے بیان کرنے میں دو دِقتوں کا سامنا ہوتا ہے۔ اوّل اس موضوع پر مورخین کے متناقض بیانات اور دوسرے ان اہم واقعات کے متعلق بالعموم مورخین کی خاموشی۔ ان دو نقائص کا نتیجہ یہ ہے کہ اُس زمانے کی تاریخِ اِندلس جب کہ بنو اُمیہ کے والی وہاں حکمران تھے سخت تاریکی میں ہے۔ مگر جوں جوں اصلی مأخذ شائع ہوتے جاتے ہیں۔ اور ناظرین کو مقابلہ کا موقع مِلتا جاتا ہے اُسی طرح اس تاریک زمانہ پر روشنی پڑتی جاتی ہے۔

اِس دَور کے متعلق ان معلوم شدہ کتابوں میں سب سے زیادہ اہم اور مفید کتاب ابن عبدالحکم کا رسالہ ہے۔ جو اب اُردو ترجمہ کی صورت میں ناظرین کے پیشِ نظر ہے۔ رسالے کے مُصنف عبدالرحمٰن

بن عبد الحکم مصر کے رہنے والے ہیں۔ اور ۲۵۷ھ میں انہوں نے وفات پائی۔ یہ مؤرخ اور محدث ہونے کی حیثیت سے مشہور تھے انہوں نے دو کتابیں لکھی ہیں۔ تاریخ مصر اور دوسری ذکر فتح اندلس +

دورِ اول میں اندلس اور افریقیہ کا تعلق بہت گہرا تھا کیونکہ بنو امیہ کے والیانِ افریقیہ ہی نے اِس مُلک کو فتح کیا۔ فتح کرنے کے بعد قابو میں رکھا۔ اور یہی والی اندلس کے عامل مقرر کیا کرتے تھے۔ اُن ہی کو اِن کے عزل و نصب کا پورا پورا اختیار ہوتا تھا۔ اس تعلق کا نتیجہ یہ ہے کہ فتح اندلس اور بعد کی تاریخ کا حال اس وقت تک واضح نہیں ہوسکتا جب تک کہ افریقیہ کی مجمل و مختصر تاریخ کو اس کا مقدمہ نہ بنایا جائے۔ اور فتح کے بعد بھی افریقیہ کی تاریخ کو نہ بھلایا جائے۔ ہونا یہ چاہیئے کہ دونوں مُلکوں کی تاریخ کو پہلو بہ پہلو لیکر یہ دکھایا جائے کہ ایک مُلک نے دوسرے مُلک پر کیا اثر کیا۔ یہی وجہ ہے کہ مُسلمان مؤرخین جب کبھی فتح اندلس کی تاریخ لکھنے بیٹھتے ہیں تو ان کو لامحالہ تاریخ افریقیہ پر اجمالی نظر ڈالنی پڑتی ہے۔ تاکہ واقعات کا تعلق ناظرین کے لئے واضح ہو جائے اور اندلس کی بعد کی تاریخ کو سمجھنے میں سہولت ہو۔ مگر فتح کے بعد بھی افریقیہ کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ابن عبد الحکم نے بھی افریقیہ کی تاریخ بھی بتفصیل بیان کی ہے +

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ باسعادت میں فتح مصر کے بعد عمرو ابن عاص (رحمہ اللہ) نے ۲۱ھ میں طرابلس کے علاقے کو فتح کیا اور حضرت عمرؓ کو اس کامیابی سے مطلع کیا۔ یہ فتح گویا فتح افریقیہ کا دیباچہ تھی۔ بعد کے والیوں نے اس فتح کو مکمل کیا۔ لیکن باوجود اس کے کہ

مُسلمان افریقیہ پر قابض و حکمران تھے بربریوں کی بغاوتوں نے ان کو چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ پھر ان بغاوتوں کے موقعوں پر ہمیشہ مسلمانوں کی جان اور ان کا مال خطرہ میں رہا۔ آخر ۵۰ھ میں حضرت عقبہ بن نافع (رحمہ اللہ) نے شہر قیروان کی بنا ڈالی۔ تاکہ ایامِ امن میں یہ مُسلمانوں کی چھاؤنی۔ اور صدر مقام بن سکے۔ اور بدامنی میں مسلمان وہاں اپنا سر چھپا سکیں۔ قیروان کی بنا افریقیہ پر مسلمانوں کے مستقل قبضہ کی علمبردار ہوئی۔ اس کے بعد بربریوں نے بغاوتیں کیں۔ کشت و خون سے سرزمین افسریقیہ لال کی۔ اور بعض دفعہ مسلمانوں کو شدید نقصانات پہنچائے۔ مگر ان کو ان کے مستقر سے نہ ہلا سکے + حضرت عقبہ بن نافع سے موسےٰ ابن نصیر تک چار والی ہُوئے۔ انہوں نے افریقیہ میں امن قائم کیا اور بربریوں کو اپنے مذہب (اسلام) میں داخل کر کے آئے دن کے خرخشے کو مٹا دیا + ان ہی کی فوجی اور سیاسی کارروائیوں کا نتیجہ تھا کہ جب موسیٰ ابن نصیر ۸۲ھ والی افریقیہ مقرر ہو کر آئے تو یہاں تقریباً امن و امان قائم ہو چکا تھا۔ انہوں نے رہی سہی بدامنی کو بھی مٹا کر مغرب اقصیٰ کی طرف توجہ کی اور اس کو فتح کر کے وہاں بھی مُسلمانوں کا پُورا تسلط قائم کر دیا چنانچہ ۹۲ھ میں جب مسلمانوں نے اندلس کا رُخ کیا تو بربری قبائل کی جبلی تمرد و طغیانی کے باوجود افریقیہ میں ایسا امن و امان تھا کہ مسلمان بارہ سال تک بے غل و غش اپنی فاتحانہ مہم میں مصروف رہے۔ مگر اس زمانے کے اختتام کے قریب میسرہ "خبیث" نے بغاوت کی جسکو بالآخر بہت کشت و خون کے بعد حنظلہ والیٔ افریقیہ نے فرو کیا + اس بغاوت سے فائدہ اُٹھا کر اندلس کے بربریوں نے بھی علمِ بغاوت بلند کیا مگر

ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ اس کے بعد اندلس میں مکمل امن وامان قائم ہوگیا مگر اب عرب ایک دوسرے سے دست وگلو ہونے لگے +

عبدالرحمٰن ابن عبدالحکم نے اپنے رسالہ میں طارق اور موسٰی کے داخلِ اندلس ہونے۔ ملک کو فتح کرنے۔ پھر مشرق واپس جانے اور وہاں خلیفہ کے سامنے ایک دوسرے کو ملزم قرار دینے کے واقعات کو مجملاً بیان کرنے کے بعد اندلس کو بالکل نظرانداز کردیا ہے اور ۱۰۵-۹۷ھ کی تاریخ افریقیہ پر تمام تر توجہ مبذول کی ہے۔ اِسکے بعد وہ پھر اندلس کی تاریخ شروع کرتے ہیں مگر چند ہی جملوں پر اس مضمون کو ختم کرکے پھر تاریخ افریقیہ ہی کے گیت گانے شروع کردیتے ہیں۔ اور اس میں ایسے منہمک ہوتے ہیں کہ ناظرِ کتاب کو یہ خیال ہی نہیں رہتا کہ رسالہ کا اصلی موضوع فتح اندلس کی تاریخ ہے نہ کہ افریقیہ کی۔ وہ بنو امیہ کے آخری والی اندلس کا نام بھی نہیں بتاتے۔ آخری واقعہ جو انہوں نے لکھا ہے یہ ہے کہ عبدالرحمٰن بن حبیب نے کس طرح اندلس پر تسلط حاصل کرنے کی کوشش کی اور اس میں ناکام رہنے پر کس طرح وہ افریقیہ پر مسلط ہوگئے۔ اِس زمانے کے بربریوں کی بغاوت اور ان کی سرکوبی پر کتاب کو ختم کردیا ہے +

کتاب کے سرسری مطالعہ ہی سے دو باتیں بالکل واضح ہوجاتی ہیں۔ اوّل اس کی اہمیت اِس امر میں مخفی ہے کہ مصنفِ علام نے ایسی قدیم روایات کو محفوظ کردیا ہے۔ جو اِن کو اِن کے آباواجداد سے ورثہ میں ملی تھیں۔ اور دوسرے یہ کہ مضمون میں تسلسل مفقود اور تفصیلِ واقعات معدوم ہے۔ اس کے ساتھ ہی اِس

اس بات کا بھی احساس ہوتا ہے کہ تاریخ نہایت ہی نا مکمل ہے اور تمام واقعات تشنہ رہ جاتے ہیں۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ اس زمانے کی تصنیف ہے جبکہ مسلمانوں میں تاریخ اس تکمیل کو نہ پہنچی تھی جس پر آج کل مسلمانوں کو بجا طور پر فخر و ناز ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ فتح اندلس

راوی کہتا ہے۔ کہ موسیٰ بن نصیر نے اپنے بیٹے مروان کو طنجہ کے ساحل پر جنگ کے لئے روانہ کیا۔ جنگ میں پوری طاقت صرف کرنے کے بعد وہ اور اس کے ہمراہی وہاں سے واپس پھرے اور مروان طارق بن عمرو کو لشکر کا افسر مقرر کر کے اپنے پیچھے چھوڑ آیا + یہ لشکر تعداد میں ایک ہزار سات سو تھا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ طارق کے ساتھ بارہ ہزار بربر اور صرف سولہ عرب تھے مگر یہ بیان صحیح نہیں + ایک روایت یہ بھی ہے کہ موسیٰ بن نصیر افریقہ سے جنگ کے قصد سے طنجہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور والبون ہیں وہ پہلا شخص تھا جو طنجہ میں داخل ہوا۔ یہاں بربریوں کے قبائل بتر و برانس کے چند بطون مقیم تھے + انہوں نے اب تک مسلمانوں کی اطاعت قبول

نہیں کی تھی۔ جب موسیٰ بن نُصیر طنجہ کے قریب پہنچا۔ تو اُس نے اپنی فوج کو مختلف اطراف میں بھیج دیا۔ اِس کا رسالہ سوس ادنے تک جا پہنچا۔ اور اس نے قبائل کو پامال اور قید کیا۔ اِس پر اُنہوں نے اسکی اطاعت قبول کر لی۔ اب موسیٰ نے اِن پر ایک ایسا عامل مقرر کیا۔ جو ان سے حسن سلوک سے پیش آیا۔ اس نے ابن بشر بن ابی ارطاۃ کو ایک قلعہ کی طرف بھیجا۔ جو قیروانؔ سے تین دن کی مسافت پر ہے۔ اس نے اس قلعہ کو فتح کرنے کے بعد مال کو لُوٹا اور بچّوں کو قید کر لیا۔ اس فتح کی وجہ سے قلعہ کا نام بشر پڑ گیا۔ اور آج تک اسی نام سے موسوم ہے۔ پھر موسیٰ نے اپنے پہلے عامل طنجہ کو معزول کر کے طارق بن زیاد کو مقرر کیا۔ اور خود قیروان واپس چلا آیا۔ طارق اپنی لونڈی اُم کلیم کو ہمراہ لے کر طنجہ روانہ ہُوا۔ اور ایک مدت تک وہاں چھاؤنی ڈالے پڑا رہا۔

یہ سنہ ۹۲ھ کا واقعہ ہے۔ اُس آبنائے کا حاکم جو اُس کے اور اُندلس کے درمیان واقع ہے۔ ایک عجمی شخص یلیان عامل سبتہ تھا۔ یہی شخص خَضراء پر بھی حکمران تھا۔ جو آبنائے اُندلس پر سبتہ کے ساحل پر ایک شہر ہے۔ یلیان لذریق شاہ اُندلس کا مطیع تھا۔ جو اُس وقت طُلیطلہ میں سکونت پذیر تھا۔ طارق نے یلیان سے خط و کتابت کی۔ اور خاطر و مدارات سے پیش آیا۔ یہاں تک کہ دونوں نے ایک دوسرے کو تحفہ تحائف دیئے۔

یلیان نے اپنی لڑکی کو لذریق کے پاس تعلیم و تربیت کے لئے چھوڑ رکھا تھا۔ اِس کو لذریق سے حمل رہ گیا۔ جب اس واقعہ کی خبر یلیان کے کانوں تک پہنچی تو اُس نے سوچا۔ کہ میں اس کو اس سے بہتر اور کوئی سزا نہیں دے سکتا۔ اور نہ بدلہ لے سکتا ہوں۔ کہ عربوں کا اس پر حملہ کرا دوں

چنانچہ اس نے طارق کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ مَیں اُندلس پر حملہ کرنے میں تمہاری مدد کرونگا۔ طارق اس وقت تلمسین میں مقیم تھا اور موسیٰ بن نصیر ان دِنوں میں قیروان میں تھا۔ طارق نے مزید اطمینان کے لئے اس سے ضمانت طلب کی۔ یلیان نے اپنی دو بیٹیوں کو (کہ اُن کے سوائے اس کی کوئی اولاد نہ تھی) طارق کے پاس بھیجدیا۔ اور طارق نے اُنہیں تلمسین میں ٹھیرایا۔ اور ان کی سخت نگاہ داشت کی اور پھر یلیان کے پاس سبتہ گیا۔ جب وہ وہاں پہنچا۔ تو یلیان کی باچھیں کھل گئیں۔ اور کہنے لگا کہ میں تجھکو اُندلس میں داخل کرادوں گا۔ سبتہ اور ساحل اُندلس کے درمیان ایک پہاڑ تھا۔ کہ جسکو آج کل جبل طارق کہتے ہیں۔ جب شام ہُوئی۔ تو یلیان چند کشتیاں لایا۔ اور طارق کو دوسرے ساحل پر لے گیا۔ اور وہ دن بھر وہیں پوشیدہ رہا۔ شام کے وقت کِشتیاں واپس کردی گئیں اور طارق کے باقی ماندہ ہمراہی ان پر سوار ہو گئے۔ اِس طرح تمام فوج ساحل پر اُتر آئی اور اہالئے اُندلس کو اس کی خبر بھی نہ ہُوئی وہ اِن کشتیوں کو یہ سمجھتے رہے۔ کہ تجارتی جہاز ہیں۔ جو محض ان کے منافع کے لئے بدستور سابق آتے جاتے ہیں۔ طارق فوج کے پچھلے حِصّہ کے ساتھ تھا۔ اور وہ خود تو فوج کے ساتھ اندرونِ ملک کو روانہ ہُوا۔ مگر یلیان اور تجار کو ان کے دوستوں اور ہموطنوں کی خوشنودیٔ خاطر کی غرض سے خضراء میں چھوڑ دیا۔ اب طارق اور اُس کی فوج کے آنے اور ان کی جائے اقامت کی خبر اہلِ اُندلس کو ہُوئی۔ طارق ایک درۂ کوہ سے گذر کر قصبہ قرطاجنہ میں پہنچا اور قرطبہ کے قصد سے روانہ ہُوا۔ راستے میں وہ سمندر کے ایک جزیرے کے پاس سے گذرا اور اپنی لونڈی اُم کلیم کو اپنی فوج کے چند آدمیوں کے ساتھ وہیں چھوڑ دیا۔ اس وقت سے وہ جزیرہ اُم کلیم

کے نام سے مشہور ہو گیا۔ جب مسلمان اس جزیرے میں اُترے تو انہوں نے وہاں خماروں کے سوا اور کسی کو نہ پایا۔ انہوں نے ان سب کو قید کر لیا۔ اور ان میں سے ایک کو ذبح کر کے کاٹا اور پکایا۔ اس اثناء میں اس کے تمام ساتھی یہ تماشہ دیکھ رہے تھے۔ دوسری دیگچیوں میں گوشت پک رہا تھا۔ جب گوشت پک چکا۔ تو آدمی کا گوشت پھینک دیا گیا۔ اور دوسرا کھا لیا گیا۔ مگر ان قیدیوں کو گوشت کے پھینک دینے کی مطلق خبر نہیں ہوئی۔ اب اُن کو اس میں ذرا بھی شبہ نہ رہا۔ کہ مسلمانوں نے ان کے ساتھی کا گوشت کھایا ہے۔ اس کے بعد مسلمانوں نے باقیماندہ آدمیوں کو رہا کر دیا۔ انہوں نے تمام اُندلس میں یہ مشہور کر دیا۔ کہ مسلمان آدم خور ہیں۔ اور ثبوت میں اپنے ساتھی کی سرگذشت بیان کی ؛

عبدالرحمٰن نے ہم سے روائیت کی ہے کہ اس کے باپ عبداللہ بن عبدالحکم نے اور اس سے ہشام بن اسحاق نے بیان کیا ہے۔ کہ اُندلس میں ایک مُقفل مکان تھا۔ اور ہر ایک بادشاہ اس پر ایک قفل ایزاد کرتا تھا۔ آخر اس بادشاہ کا زمانہ آیا۔ جس پر مسلمانوں نے فوج کشی کی۔ اس سے بھی لوگوں نے اپنے ماسبق بادشاہوں کی طرح مکان کے دروازے پر ایک قفل لگانے کو کہا۔ مگر اس نے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ جب تک میں یہ معلوم نہ کر لوں گا۔ کہ اس میں کیا ہے۔ ہرگز قفل نہیں لگاؤنگا + اس نے مکان کے کھولنے کا حکم دیا۔ مگر کھلنے پر کیا دیکھتا ہے۔ کہ اس میں عربوں کی تصاویر ہیں، اور ایک تحریر ہے۔ کہ جس میں لکھا ہے۔ کہ جب یہ دروازہ کھولا جائیگا۔ تو اس شہر میں یہ قوم داخل ہو جائیگی۔ اس کے بعد راوی عثمان وغیرہ کی احادیث کی طرف رجوع کرتا ہے ؛

وہ بیان کرتا ہے۔ کہ جب طارق ساحلِ اُندلس پر اُترا تو قرطبہ کی فوج اِس کے مقابلے کے لئے آئی۔ اور اس کی فوج کی قلتِ تعداد کی وجہ سے اسے حقیر سمجھنے لگی۔ جنگ شروع ہُوئی اور ایک مہیب و خون ریز جنگ کے بعد اُندلس کی فوج کو شکست ہُوئی۔ طارق نے شہر قرطبہ تک انکا تعاقب کیا۔ اور برابر ان کو قتل کئے گیا۔ جب لدریق نے یہ خبر سُنی تو وہ ان کی مدد کے لئے طلیطلہ سے آیا۔ اور ایک وادی میں جو اب وادی اُم حکیم کہلاتی ہے شدونہ کے مقام پر دونوں کی مڈبھیڑ ہُوئی۔ جنگِ شدید کے بعد خدا کے احسان سے لدریق اور اس کے تمام ہمراہی مارے گئے۔ اس لڑائی میں ولید ابن عبدالملک کا غلام۔ مغیث رومی طارق کے رسالہ کا افسر تھا۔ اِس لڑائی کے بعد مغیث رومی قرطبہ کی طرف روانہ ہُوا اور طارق نے طلیطلہ کا رُخ کیا۔ شہر میں داخل ہونے پر اس نے اس میز کے متعلق دریافت کیا جو اہلِ کتاب کے خیال کے موافق حضرت سُلیمان ابنِ داؤد کی تھی۔ طارق کو اس کے سوا اور کسی چیز کا فکر نہ تھا۔

عبدالرحمٰن سے روایت ہے۔ کہ یحییٰ ابن بکیر نے لیث ابن سعد سے بیان کیا۔ کہ جب اُندلس موسیٰ ابن نُصیر کے لئے فتح ہوگیا۔ تو اس نے اس میں سے حضرت سُلیمان کی میز اور تاج لے لیا۔ طارق سے یہ کہا گیا۔ کہ میز فراس نام ایک قلعہ میں ہے جو طلیطلہ سے دو دن کی مسافت پر ہے۔ اور یہ کہ اس قلعہ کا حاکم لدریق کا بھانجا ہے۔ طارق نے اسکو پیغام بھیج کر اُسے اور اس کے اہلِ خاندان کو امان دینے کا وعدہ کیا۔ پھر خود اس کے پاس آگیا۔ اور امان دینے کے متعلق اپنا وعدہ پُورا کیا۔ پھر اس سے میز طلب کی۔ جو اس نے طارق کے حوالے کر دی۔ یہ میز ایسے جواہرات اور سونے

سے مُرصع تھی۔ جو کبھی دیکھنے میں نہ آئے تھے۔ طارق نے اس کا ایک پایہ مع جواہرات اور سونے کے الگ کر لیا۔ اور اس کی جگہ ایک دوسرا پایہ لگا دیا۔ اِس میز کی قیمت اِن جواہرات کی وجہ سے دو لاکھ دینار آنکی گئی۔ طارق نے اس سے تمام جواہرات اسلحہ۔ سونا چاندی اور برتن بھی لے لئے۔ اور اسکے علاوہ اس کو اِتنا مال غنیمت ہاتھ آیا کہ وہ اپنا نظیر نہیں رکھتا تھا۔ اِس مال کو جمع کرنے کے بعد اس نے قرطبہ کا رُخ کیا۔ جہاں قیام پذیر ہو کر اس نے فتح اُندلس کی خبر موسیٰ بن نُصیر کو بھیجی اور تمام مالِ غنیمت کی تعداد سے اسکو اِطلاع دی۔ موسیٰ بن نصیر نے یہ خبر خلیفہ ولید بن عبدالملک تک پہنچائی اور خود کو خلیفہ کے حوالہ کر دیا۔ اور طارق کو لِکھا کہ اِس کے وہاں پہنچنے تک قرطبہ سے آگے نہ بڑھے۔ اس کے علاوہ اُس نے طارق کو کچھ بُرا بھلا بھی لکھا

ماہ رجب ۹۳ھ میں موسیٰ بن نُصیر نے عرب اور بربر سرداروں اور موالی کے ساتھ طارق سے سخت ناراضگی کی حالت میں مع حبیب ابن ابی عبیدۃ الفہری کے اُندلس کا رُخ کیا۔ اور اپنے سب سے بڑے بیٹے عبد اللہ ابن موسیٰ کو اپنی جگہ قیروان کا حاکم بنا دیا۔ وہ مقام خضراء سے گذرا اور قرطبہ کی طرف روانہ ہُوا۔ راستہ میں طارق ملا اور موسیٰ کو یہ کہہ کر خوش کر لیا۔ کہ میں تیرا غلام ہوں۔ اور فتح تیری ہی وجہ سے حاصل ہُوئی ہے۔ موسیٰ نے اس قدر مالِ غنیمت جمع کیا۔ کہ اس کا بیان کرنا محال ہے۔ اور طارق نے بھی اپنا جمع کیا ہُوا مال غنیمت تمام اس کے حوالہ کر دیا۔

راوی کا بیان ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ طارق ابھی پہاڑ یعنے جبل طارق) پہ ہی تھا کہ لدریق نے اس کی طرف کوچ کیا۔ جب وہ اِسکے قریب پہنچا تو طارق بھی نِکلا۔ لدریق اس دن اپنے شاہی تخت پر متمکن

تھا جس کو دو خچر اُٹھائے ہُوئے تھے۔ اِس کے سر پر ایک تاج تھا۔ وہ سب سے پاؤں تک ان تمام جواہرات میں غرق تھا۔ جو اس سے پہلے بادشاہ پہناکرتے تھے۔ طارق اور اس کے تمام ہمراہی اس طرح اسکے مقابلہ کے لئے نکلے کہ وہ سب پاپیادہ تھے اور ان میں سے ایک بھی سوار نہ تھا۔ طلوعِ آفتاب سے غروب تک برابر جنگ ہوتی رہی۔ اور طارق کے لوگوں کو یہ شبہ ہوکہ آج فنا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے لدریق اور اس کے اصحاب کو قتل کرادیا۔ اور مُسلمانوں کو فتح حاصل ہُوئی۔ مغرب میں ایسی خون ریز جنگ کبھی واقع نہیں ہُوئی۔ مُسلمانوں نے تین دن تک متواتر لدریق کے ساتھیوں کو قتل کیا اور اس کے بعد وہ سب قرطبہ چلے گئے۔

راوی کا بیان ہے کہ ایک روایت یہ بھی ہے کہ موسیٰ (ابن نصیر) نے ہی اندلس میں داخل ہونے کے بعد طارق کو طلیطلہ بھیجا تھا۔ یہ شہر قرطبہ اور اربونہ کے درمیان میں واقع ہے اور اربونہ اندلس کی آخری سرحد ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی حکومت یہیں پر ختم ہوتی تھی پھر اسکو اہلِ شرک (یعنی عیسائیوں) نے فتح کرلیا۔ اور اس وقت تک اُنہی کے ہاتھ میں ہے اور یہ کہ طارق کو میز اسی شہر میں دستیاب ہُوئی تھی۔ واللہ اعلم۔ لدریق شاہِ اُندلس ساحلِ سمندر سے لیکر مُلک کے اندرونی جانب دو ہزار میل زمین کا مالک تھا۔ اس جگہ لوگوں کو سونے چاندی کا بڑا مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔

عبدالرحمٰن نے بروایتِ عبدالملک بن محمدؐ اور اس نے بروایت لیث بن سعد ہم سے بیان کیا کہ اگر ایسا ہی ہے۔ تو اُس مالِ غنیمت کا مطلب وہ قالین ہے۔ جو سونے۔ موتی۔ یاقوت اور زمرد کی لڑیوں سے

بُنا ہُوا تھا۔ اور گو کہ بربروں نے اسے کئی مرتبہ پایا مگر بوجھ کی وجہ سے کبھی اُٹھا نہ سکے۔ یہاں تک کہ کلہاڑی سے اُنہوں نے اس کے بیچ میں سے دو ٹکڑے کر ڈالے اور اس کا ایک حصہ ایک نے اُٹھایا۔ اور دوسرا دوسرے نے۔ اِن کے ساتھ ایک اور جماعت بھی تھی۔ دُوسرے لوگ اور مال و اسباب کے لوٹنے میں مشغول تھے +

ہم سے عبد الرحمٰن نے بروائیت عبد الملک اور اس نے بروایت لیث ابن سعد بیان کیا ہے کہ فتحِ اُندلس کے بعد ایک شخص موسیٰ بن نُصیر کے پاس آیا اور کہا کہ میرے ساتھ کچھ آدمی کر دو۔ میں تمہیں ایک خزانہ بتاؤنگا۔ موسیٰ نے اُس کے ساتھ چند آدمی کر دیئے۔ اور اس نے اُن سے کہا۔ کہ یہ جگہ کھود دو اُنہوں نے اُسے کھودا تو اِس میں سے اُن پر زمرد اور یاقوت بہنے لگے۔ یہ نظارہ اُنہوں نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ جب اُنہوں نے یہ حال دیکھا تو ہیبت زدہ ہو گئے۔ اور کہا کہ موسیٰ بن نُصیر کبھی ہماری بات کا یقین نہیں کریگا۔ اُنہوں نے اِس کے بُلانے کے لئے اسکے پاس پیغام بھیجا۔ چنانچہ اِس نے خود آ کر ملاحظہ کیا +

ہم سے عبد الرحمٰن نے بروایت عبد الملک بن محمد اور اس نے بروائت لیث بن سعد بیان کیا۔ کہ موسیٰ بن نصیر نے فتحِ اُندلس کے وقت عبد اللہ کو لکھا۔ کہ یہ فتح نہیں بلکہ میدانِ حشر ہے +

عبد الرحمٰن نے عبد الملک بن محمد سے روائیت کی ہے۔ کہ اِس سے مالک بن انس نے اور اس سے یحییٰ ابن سعد نے روایت کی کہ جب اُندلس فتح ہو گیا۔ اور لوگوں کو بکثرت مالِ غنیمت ملا۔ تو اُنہوں نے اس میں نہایت تشدد سے کام لیا۔ اور جہازوں میں اُسے بار کر کے روانہ ہوئے۔ جب

وہ سمندر کے منجدھار میں پہنچے۔ تو اُنہوں نے یہ آواز سُنی۔ کہ "خدایا انکو غرق کردے" اس وقت اُنہوں نے خدا کے حضور میں دعاء کی اور قرآنِ شریف کو اپنے گلے میں حمائل کیا۔ مگر لمحہ بھر ہی میں ایک تند آندھی نے ان کو آلیا۔ اور جہاز ایک دوسرے سے ٹکرا کر ٹوٹ گئے۔ اور سب آدمیوں کے ساتھ غرق ہوگئے۔ مگر اہلِ مصر اس واقعہ سے اِنکار کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اہلِ سروانیہ غرق ہُوئے تھے نہ کہ اہلِ اُندلس + جیسا کہ عبدالرحمٰن نے کہا ہے کہ سعید بن غضیر کی روایت کے مطابق جب مسلمانوں نے اہلِ سروانیہ کا رخ کیا تو انہوں نے سمندر پر اپنے ایک بندرگاہ میں پناہ لی اور اسکو بند کرکے اس سے پانی خارج کردیا۔ اور پھر اس میں انہوں نے اپنے سونے چاندی کے برتنوں کو دفن کرکے پھر بدستور سابق اس پر پانی کا رخ بدل دیا + اس کے علاوہ اُنہوں نے اپنے ایک کنیسہ سے بھی کام لیا۔ اور اسکی موجودہ چھت پر اُنہوں نے ایک نئی چھت ڈالی۔ اور اپنا تمام مال ان دونو چھتوں کے درمیان میں رکھ دیا۔ ایک مُسلمان اس جگہ غسل کے ارادے سے اُترا جہاں اُنہوں نے اپنا مال ومتاع پانی کو ہٹا کر دفن کیا تھا۔ اور پانی کو پھر اُس پر رواں کردیا تھا۔ اس کا پاؤں ایک چیز پر پڑا اور جب اُس نے اُسے نِکالا تو وہ چاندی کا ایک ٹکڑا ثابت ہُوا۔ پھر اُس نے غوطہ کھایا اور ایک اور چیز نکالی۔ جب مُسلمانوں کو یہ حال معلوم ہُوا۔ تو اُنہوں نے پانی کو اس جگہ سے روک دیا۔ اور تمام ظروف نِکال لئے + ایک مُسلمان اُس کنیسہ کے درمیان تیر وکمان لیکر داخل ہُوا۔ جس کی دو چھتوں کے درمیان اُنہوں نے اپنا مال واسباب چھُپایا تھا۔ اس نے چند فاختوں کا نشانہ کیا۔ مگر خطا ہُوا۔ اور تیر لکڑی کے ایک تختے میں لگا۔ جس سے کہ تختہ شق ہوگیا۔ اور اس میں سے اس شخص پر زر ومال کا پٹکا لگ گیا۔ مُسلمانوں نے اس دن بکثرت مال لُوٹا۔ مگر شائد یہ اس شخص کا

قصہ ہے جس نے ایک بلّی کو مارا اور اُس کا پیٹ آلائش سے صاف کر کے اس میں مال بھر دیا۔ اور راستہ میں پھینک دیا۔ کہ کوئی دیکھنے والا اِسے مُردار سمجھے۔ اور جب وہ وہاں سے روانہ ہُوا۔ تو اسے اپنے ساتھ اُٹھا کر لے گیا۔ یا یہ اسکا قصہ ہے کہ جس نے اپنی تلوار کا پھل تو پھینکدیا اور میان کو مال غنیمت سے بھر کر اس پر قبضہ لگا لیا۔ جب وہ کشتی پر سوار ہُوئے۔ تو اُنہوں نے ایک آواز سُنی۔ کہ "خدایا ان کو غرق کر دے"۔ اُنہوں نے قرآن شریف کو اپنی گردن میں حمائل کیا۔ مگر پھر بھی سوائے ابوعبدالرحمٰن الحُبلی اور حنش بن عبداللہ السنانی کے کہ جن کے پاس غنیمت کے مال کا کوئی حصّہ نہ تھا سب غرق ہو گئے

عبدالرحمٰن نے ہم سے اور اس سے عبدالملک ابن محمدؒ نے اور اس نے ابن لہیعتہ نے روائیت کی ہے کہ ابن لہیعتہ نے ابن الاسودی سے اور اس نے عمرو بن اویس سے یہ سُنا کہ مجھ کو موسیٰ بن نصیر نے ہذیل کے مولےٰ عطاء بن رافع کے آدمیوں کی اس حالت کی تحقیقات کے لئے روانہ کیا جب کہ ان کا جہاز غرق ہو گیا تھا۔ بسا اوقات میں نے یہ پایا کہ لوگوں نے دیناروں کو کپڑے میں باندھ کر اپنی شرمگاہوں میں چھپا رکھا تھا۔ ایک شخص اتفاقاً لاٹھی ٹیکتا ہُوا میرے پاس سے گذرا میں تجسس کے لئے آگے بڑھا مگر وہ مجھ سے اُلجھ پڑا۔ اس پر میں نے غصّہ کی حالت میں لاٹھی اس سے چھین کر اسکو مارا۔ ضرب سے لاٹھی ٹوٹ گئی۔ اور اس میں سے دینار نکل پڑے جو میں نے جمع کر لئے۔

عبدالرحمٰن نے ہم سے بروائیت عبدالملک اور اس نے بروائیت لیث بن سعد بیان کیا کہ میں نے سُنا ہے کہ عطاء بن رافع وغیرہ کی مغرب پر فوج کشی کے وقت ایک شخص نے چوری کی اور مال کو ایک ہانڈی میں جمع کیا۔ وہ اپنی موت کے وقت یہ چلاتا ہُوا سُنا گیا کہ دیکھو ہانڈی کی خبر رکھنا۔

راوی کا بیان ہے کہ موسیٰ بن نصیر نے طارق بن عمرو کو گرفتار کر لیا اور مشکیں کسوا کر قید میں ڈال دیا۔ اور اس کے قتل کا ارادہ کیا۔ طارق نے مغیث الرومی کو کہ (خلیفہ) ولید بن عبدالملک کے غلاموں میں سے تھا یہ پیغام بھیجا کہ اگر تم میرا حال خلیفہ کے گوش گذار کر دو اور یہ بھی اُن سے کہہ دو کہ اُندلس میرے ہاتھ پر فتح ہوا ہے اور موسیٰ نے مجھے قید کر دیا ہے اور میرے قتل کے درپے ہے تو میں تم کو ایک سو غلام دونگا۔ مغیث نے اس سے ایفاء وعدہ کی قسم لے لی۔ جب مغیث وہاں سے واپس جانے لگا تو موسیٰ بن نصیر سے رخصت ہوتے ہوئے کہا کہ طارق کے قتل میں جلدی نہ کرنا۔ کیونکہ بہت سے لوگ تمہارے دشمن ہیں اور علاوہ بریں امیر المومنین (ولید بن عبدالملک) کو اس کے متعلق اطلاع پہنچ چکی ہے اور مجھے خوف ہے کہ کہیں وہ تم سے ناراض نہ ہو جائے۔ اس کے بعد مغیث رخصت ہوا۔ اور موسیٰ کو اُندلس ہی میں چھوڑا۔

جب مغیث ولید کے سامنے حاضر ہوا تو اس نے طارق کے ہاتھ پر فتح اندلس اور موسیٰ کے اس کو قید کرنے اور قتل کے ارادے کا حال بیان کیا۔ ولید نے موسیٰ کو لکھا کہ خدا کی قسم اگر تو نے اسے مارا تو میں تجھے مار دونگا اور اگر تو نے اس کو قتل کیا تو میں تیرے بیٹے کو اس کے بدلے میں قتل کر دونگا۔ اس خط کو ولید نے مغیث کے ہاتھ روانہ کر دیا اور اس نے اُندلس پہنچ کر اسے موسیٰ کے حوالہ کیا۔ جب موسیٰ نے یہ خط پڑھا تو طارق کو آزاد کر دیا۔ اور طارق نے مغیث کو سو غلام دے کر اپنا وعدہ وفا کیا۔ موسیٰ بن نصیر تمام مال غنیمت۔ جواہرات۔ اور میز لے کر اندلس سے چلا اور وہاں اپنے بیٹے عبدالعزیز کو اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ موسیٰ کی اُندلس میں اقامت کی کُل مدت سنہ ۹۳-۹۴ھ اور سنہ ۹۵ھ کے چند ماہ ہے۔ جب موسیٰ (بن نصیر) افریقیہ پہنچا تو ولید نے

اس کے بلانے کے لئے خط لکھا + موسیٰ ولید کی طرف روانہ ہوا۔ اور اپنے بیٹے عبد اللہ بن موسیٰ (بن نصیر) کو افریقیہ پر اپنا قائم مقام مقرر کیا + خود تمام مال غنیمت اور تحائف لے کر مصر پہنچا + اس عرصہ میں ولید بیمار ہو گیا۔ اور اس نے موسیٰ کو جلدی آنے کے لئے لکھا + مگر سلیمان اس اثناء میں موسیٰ کو توقف کرنے کے لئے تاکیدی خط لکھتا رہا۔ تاکہ اس وقفہ میں ولید (بن عبد الملک) مر جائے اور موسیٰ کے ساتھ تمام مال و متاع اس تک پہنچے + موسیٰ جب طبریہ پہنچا تو اس کو ولید کی وفات کی خبر ملی اور وہ ان تحائف سمیت سلیمان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور سلیمان اس سے خوش ہوا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ موسیٰ بن نصیر اندلس سے افریقیہ آنے پر قیروان کو پیچھے چھوڑ کر قصر الماء میں اترا + اور دن گذرنے کے بعد مع طارق کے روانہ ہو گیا۔

عبد الرحمن نے روایت کی ہے کہ اس سے یحییٰ بن بکیر نے بروایت لیث بن سعد بیان کیا کہ موسیٰ بن نصیر ۹۶ھ میں جاہ و حشم کے ساتھ امیر المومنین (سلیمان بن عبد الملک) کی طرف روانہ ہوا۔ اور جب وہ فسطاط میں داخل ہوا تو جمعرات کا دن تھا اور ربیع الاول کی چھ راتیں باقی تھیں + اس کے بعد وہ عثمان وغیرہ کی حدیث کی طرف رجوع کرتا ہے +

راوی کا بیان ہے کہ اس وقت جب سلیمان یہ تحائف قبول کر رہا تھا تو عیسیٰ بن عبد اللہ الطویل نام مدینہ کا رہنے والا جو موسیٰ بن نصیر کا ساتھی اور مالِ غنیمت کا محافظ تھا سامنے آیا۔ اور کہا کہ اے امیر المومنین خدا تعالیٰ نے آپ کو حلال مال کی وجہ سے حرام مال سے مستغنی کر دیا ہے + میں نے ہی یہ تمام مالِ غنیمت تقسیم کیا ہے اور میرا دعوےٰ ہے کہ موسیٰ نے کُل مال کا پانچواں حصہ بھی اس وقت آپ کے سامنے پیش نہیں کیا + سلیمان اس خبر سے سخت ناراض

ہُوا۔ اور اسی حالت میں تخت سے اُٹھ کر حرم سرا میں چلا گیا۔ پھر لوگوں کے پاس آیا اور کہا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حلال کی وجہ سے حرام کی طرف سے مستغنی کر دیا ہے + اور تمام مال غنیمت کو بیت المال میں داخل کرنیکا حکم دے دیا۔ اور موسیٰ بن نصیر اور اس کے ساتھیوں کو اپنی تمام حاجات کے پورا کرنے اور مغرب کی طرف روانہ ہو جانے کا حکم صادر کیا +

راوی کہتا ہے کہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ موسیٰ بن نصیر ولید بن عبدالملک کی خدمت میں اس کی بیماری کی حالت میں حاضر ہُوا۔ اور میز تحفہ میں پیش کی + اس پر طارق نے ولید سے کہا کہ میں نے اس کو حاصل کیا ہے + موسیٰ نے اس کو جھٹلایا + اس پر طارق نے کہا کہ میز منگوائی جائے اور دیکھا جائے کہ اس میں کوئی چیز کم تو نہیں + جب ولید نے میز منگوائی تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کا ایک پایہ دوسرے سے نہیں ملتا + طارق نے کہا کہ موسیٰ سے دریافت کیا جائے اگر اس کا بیان صدق پر مبنی ہو تو وہ سچا ہے + چنانچہ ولید نے موسیٰ سے اِس پائے کی بابت دریافت کیا + اس نے جواب دیا کہ مجھ کو تو ایسی ہی ملی ہے + طارق نے فوراً وہ پایہ پیش کیا جو اس نے میز کے حاصل کرنے کے وقت اس سے الگ کر لیا تھا۔ اور کہا کہ اے امیر المومنین یہ ہے جو میرے اِس قول کے صدق پر شاہد ہے کہ یہ میز میری حاصل کردہ ہے۔ ولید نے اس کو سچا مانا اور اس کے قول کو قبول کر کے اس کو بہت سا انعام دیا +

اس کے بعد راوی عثمان وغیرہ کے حدیث کی طرف رجوع کرتا ہے + وہ بیان کرتا ہے کہ عبدالعزیز بن موسی نے اپنے باپ کے اندلس سے چلے آنے کے بعد اہلِ اندلس کے ایک بادشاہ کی بیٹی سے شادی کر لی تھی۔ جو مذہباً عیسائی تھی جس کو بنت لدریق کہتے تھے۔ یعنی وہی لدریق جس کو طارق

نے قتل کیا تھا + یہ عورت اپنے ساتھ بہت مال و متاع لائی + جب وہ عبدالعزیز کے گھر میں آئی تو اس نے کہا کہ یہ کیا بات ہے کہ میں تمہاری رعیت کو تمہارا اتنا ادب و تعظیم کرتے نہیں دیکھتی جتنی کہ میری رعیت میرے باپ کی تعظیم و تکریم کرتی تھی + عبدالعزیز اس کا کوئی جواب نہ دے سکا + مگر حکم دیا کہ محل کے گوشے میں ایک چھوٹا سا دروازہ بنایا جائے۔ اور وہ لوگوں سے اسی دروازے کی طرف سے ملتا تھا۔ اور اس کے پاس آنے والے کو دروازے کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے اس میں سے جھک کر داخل ہونا پڑتا تھا + جب اس عورت نے یہ دیکھا تو عبدالعزیز سے کہا اب بیشک میری رعیت تیری مطیع ہو گئی ہے + لوگوں کو خبر ملی کہ عبدالعزیز نے یہ دروازہ اس مصرف کے لئے بنایا ہے۔ اور بعضوں کا یہ بھی خیال ہوا کہ اس کی بیوی نے اس کو عیسائی کر لیا ہے + حبیب بن ابی عبیدہ الفہری زیاد بن نابغۃ التمیمی اور قبائل عرب میں سے ان کے چند ساتھی اس کے خلاف ہو گئے اور بوجہ ان خبروں کے جو انہوں نے اس کی نسبت سنی تھیں اس کے قتل کے درپے ہوئے + یہ سب مل کر اس کے موذن کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ رات ہی کو صبح کی نماز کی اذاں دینا۔ تاکہ ہم نماز کے لئے آئیں + موذن نے اذان دی اور اس میں "تثویب" کو دہرایا + عبدالعزیز اپنے گھر سے نکلا۔ اور موذن سے کہا کہ تو نے جلدی کی اور صبح کی اذان رات ہی کو دے دی + اس کے بعد وہ مسجد کی طرف گیا۔ وہاں وہ تمام باغی اور نمازی جمع تھے + عبدالعزیز آگے بڑھا اور پڑھنا شروع کیا:۔

اذا وقعت الواقعۃ لیس لوقعتہا کاذبۃ خافضۃ رافعۃ جب وہ اس مقام پر پہنچا تو حبیب نے اس کے سر پر تلوار کا وار کیا + مگر عبدالعزیز وہاں سے بھاگ

132686

اور گھر میں داخل ہو کر باغ کے ایک درخت کے نیچے چھپ گیا + یہ دیکھ کر حبیب ابن ابی عبیدۃ الفہری اور اس کے دوست اور ہمراہی بھاگ نکلے۔ مگر زیاد بن نابغہ نے عبدالعزیز کا تعاقب کیا اور اس کا پتہ لگا کر اس کو ایک درخت کے نیچے چھپا ہوا پایا + عبدالعزیز نے کہا کہ اے ابن نابغہ اگر تو مجھے چھوڑ دے تو میں تجھ کو جو کچھ تو مانگے گا دونگا + اس نے جواب دیا کہ اس کے بعد تو زندگی کا مزہ نہ چکھنے پائیگا + یہ کہہ کر اس پر حملہ کیا اور اس کا سر بدن سے جدا کر دیا + جب یہ خبر حبیب اور اس کے دوستوں کو ملی تو وہ بھی واپس آئے + اس کے بعد عبدالعزیز کا سر لے کر سلیمان بن عبدالملک کی طرف روانہ ہوئے۔ اور موسیٰ بن نصیر کے بھانجے ایوب کو اندلس کا والی مقرر کیا + راستے میں وہ قیروان کے پاس سے گذرے جس کا والی عبداللہ بن موسیٰ بن نصیر تھا مگر اس نے ان لوگوں سے کچھ تعرض نہ کیا + آخرکار چلتے چلتے یہ لوگ سلیمان بن عبدالملک کے پاس مع عبدالعزیز کے سر کے پہنچے اور اُسے خلیفہ کے سامنے موسیٰ کی موجودگی میں پیش کیا + سلیمان نے موسیٰ سے دریافت کیا کہ تم اسے پہچانتے ہو + اس نے کہا کہ میں اس کو ایک نمازی اور روزہ دار جانتا ہوں اور خدا کی لعنت ہے اس پر اگر اس کا قاتل اس سے اچھا آدمی ہو + عبدالعزیز بن موسیٰ کا قتل بروائیت عبدالرحمٰن بہ سند یحیٰی بن عبداللہ بن بکیر اور وہ بہ سند لیث بن سعد ۹۷ھ میں واقع ہوا + وہ لکھتا ہے کہ سلیمان موسیٰ پر سخت ناراض ہوا۔ اور اُسے ابن ابی عبیدہ اور اس کے دوستوں کے حوالے کر دیا کہ اسکو افریقیہ لے جائیں + موسیٰ نے ایوب بن سلیمان سے اس بات کی فریاد کی۔ جس نے اس کو پناہ دی اور اپنے باپ سے اس کی سفارش کی + یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ سلیمان نے موسیٰ کو قید کر کے اس پر ایک لاکھ دینار جرمانہ

کیا۔ اوراس کا تمام مال ومتاع ضبط کرلیا+ موسیٰ نے یزید بن مہلب سے فریاد کی اوراس نے موسیٰ کو سُلیمان سے مانگا۔ اور سُلیمان نے اس درخواست کو منظور کرکے اس کو اوراس کے تمام مال کو یزید کے حوالہ کردیا اوراس کا مال ذرا سا بھی اپنے واسطے نہ رکھا+ اس کے چند سال بعد تک اہلِ اندلس اس حالت میں رہے کہ کوئی والی ان کو مجتمع نہ کرسکا+ سُلیمان نے حج کا ارادہ کیا۔ اور موسیٰ کو اپنی نظر میں رکھنے کے لئے آگے بھیج دیا۔ مگر وہ المربد ہی میں پہنچ کر مرگیا۔ اسکا سن وفات بروائیت عبدالرحمٰن اور بہ اسناد یحییٰ بن بکیر اور لیث بن سعد سنہ ۹۷ھ ہے

اس کے بعد محمدؐ بن یزید القرشی افریقیہ کا والی ہُوا۔ اسکو سُلیمان بن عبدالملک نے رجاء بن حیوۃ کے مشورہ سے سنہ ۹۶ھ میں مقرر کیا تھا+ ہم سے عبدالرحمٰن نے اوراس سے ابن بکیر نے بروایت لیث (بن سعد) بیان کیا کہ محمدؐ بن یزید سنہ ۹۷ھ میں افریقیہ کا والی بنایا گیا تھا+ اور وہ (خلیفہ) سلیمان بن عبدالملک کی موت تک برابر وہاں کا والی رہا+ خلیفہ کی موت بروائیتِ عبدالرحمٰن جس نے یحییٰ بن بکیر نے بروائیت لیث بن سعد بیان کیا ہے سنہ ۹۹ھ میں جمعہ کے دن واقع ہُوئی جب ماہ صفر کے ختم میں دس راتیں باقی تھیں+ خلیفہ کی موت کے بعد اس کو معزول کیا گیا اوراس کی جگہ اسماعیل بن عبداللہ ماہ محرم سنہ ۱۰۰ھ میں مقرر ہُوا۔ اس کو وہاں کے جنگ خراج اور صدقات پر حاکم کیا گیا+ وہ نہایت نیک سیرت آدمی تھا اوراس وقت اس کی ولائیت کے زمانے میں بربریوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں رہا جو مُسلمان نہ ہوگیا ہو+ (حضرت عمر) بن عبدالعزیز کی موت تک وہ والی رہا+ ان کی موت عبدالرحمٰن کے قول کے مطابق جس سے ابن بکیر نے بروائیت لیث بن سعد بیان کیا تھا۔ جمعہ کے دن سنہ ۱۰۱ھ میں واقع ہُوئی۔ جب ماہ رجب کے اختتام میں دس راتیں باقی تھیں+

اس کے بعد اس کو بھی معزول کیا گیا۔ اور اس کی جگہ حجاج کا کاتب یزید بن ابی مسلم والی مقرر ہوا۔ اس کو (خلیفہ) یزید بن عبدالملک نے سنہ ۱۰۱ھ میں مقرر کیا تھا۔ اس وقت عبداللہ بن موسیٰ بن نصیر مشرق میں تھا۔ وہ بھی یزید بن ابی مسلم کے ساتھ افریقیہ آیا۔ جب وہ افریقیہ کے قریب پہنچا تو لوگ اس کی پیشوائی کے لئے آئے۔ قیروان میں داخل ہونے کے بعد یزید بن ابومسلم نے چاہا کہ عبداللہ بن موسیٰ بن نصیر اپنے گھر کو چلا جائے۔ چنانچہ عبداللہ اپنے مکان کی طرف چلا اور یزید نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ بھی اس کے ساتھ جائیں۔ یہاں تک کہ لوگوں کو یہ شبہ ہوا کہ عبداللہ (حکومت میں) یزید کا شریک ہے۔ مگر عبداللہ نے جوں ہی منہ پھیرا یزید نے اس کے پیچھے آدمی بھیجا کہ اپنے مال میں سے پانچ سال کے لئے فوج کی تنخواہ ادا کردو۔ پھر یزید بن ابی مسلم نے موسیٰ بن نصیر کے بربر موالی کو پکڑا۔ ان کے دونوں ہاتھوں کو داغا۔ ان کے مال کا پانچواں حصہ ضبط کر لیا۔ اور ان کے مال و الاد کو شمار کیا۔ پھر ان لوگوں کو اپنا باڈی گارڈ اور محرم راز اور ندیم بنالیا۔ محمد بن یزید القرشی کو گرفتار کر کے عذاب دیا۔ اور ایسی سخت سزا دی کہ اس کو تکلیف ہوئی۔ جب محمد بن یزید نے پینے کو پانی مانگا تو راکھ سے ملا ہوا پانی اسے دیا گیا۔ (اس تمام سزا کی وجہ یہ تھی کہ حجاج کے زمانہ میں مشرق میں محمد بن یزید کو یزید ابن ابی مسلم کے عذاب دینے کے لئے مقرر کیا گیا تھا اور یزید نے اس سے اسی وقت کہہ دیا تھا کہ جب میں تجھے عذاب دینا شروع کروں گا تو اس وقت تک عذاب دوں گا کہ یا تو تو مر جائے اور یا تجھ سے پہلے میں مر جاؤں۔ یزید بن ابومسلم نے قید خانے میں ایک نہایت تنگ سا مکان بنایا۔ جس میں اس کو قید کیا اور نہایت موٹے اون

کا ایک جبہ اُسے پہنا کر اس پر سیسے سے مُہر لگا دی تھی + ایک رات جب یزید بن ابی مسلم کھانا کھانے بیٹھا تو کھانے کے آخر میں انگور لائے گئے اس نے ان کا ایک خوشہ اُٹھایا ہی تھا کہ اس کے حرس کے ایک شخص جریر نامی نے آگے بڑھ کر اس پر تلوار کا وار کیا اور اس کو قتل کر کے اس کا سر جدا کر لیا اور رات ہی کو اُسے مسجد میں پھینک دیا + اب محمد بن یزید کا ایک غلام اس کے قید خانے میں آیا اور کہا کہ خوشخبری ہے کہ یزید مارا گیا + محمد نے کہا کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ اور یہ سوچا کہ اس کو دھوکا دیا جا رہا ہے + مگر اس کے بعد ایک اور غلام آیا اور پھر ایک اور آیا یہاں تک سات غلام یکے بعد دیگرے آئے + آخر جب محمد بن یزید کو یزید بن ابی مسلم کی موت کا یقین ہو گیا تو اس نے ان تمام غلاموں کو آزاد کر دیا +

راوی کا بیان ہے کہ کہا جاتا ہے کہ جب یزید بن ابو مسلم افریقیہ آیا تو اس کے باڈی گارڈ میں صرف بربری لوگ تھے اور ان میں بھی سب کے سب قبیلہ بتر سے تھے + یہی لوگ اس سے قبل بھی والیون کے باڈی گارڈ ہُوا کرتے تھے اور قبیلہ برانس کے لوگ ان میں شامل نہیں کئے جاتے تھے + یزید ابن ابو مسلم نے لوگوں کو ایک خطبہ دیا اور اس میں کہا کہ اگر میں نیک آدمی ہوں تو میں بھی رومیوں کی طرح اپنے باڈی گارڈ کے ہاتھوں کو داغوں گا۔ چنانچہ اس نے ہر ایک کے داہنے ہاتھ پر اس کا نام اور بائیں پر لفظ ”حرسی“ داغ دیا تاکہ وہ دوسرے لوگوں سے ممیز ہو سکیں۔ ان کو یہ بات ناگوار گذری اور انہوں نے ایک دوسرے سے اس کے قتل کے بارے میں سازش کی + ایک رات وہ مغرب کی نماز ادا کرنے کے لئے مسجد کی طرف چلا تو لوگوں نے اس کو مصلے میں قتل کر دیا + ہم سے عبدالرحمٰن نے اور اس سے

یحیی بن بکیر نے بروایت لیث بن سعد بیان کیا کہ یزید ابن ابی مسلم کا قتل سنہ ۱۰۲ھ میں واقع ہوا +

اس کے قتل کے بعد لوگ جمع ہوئے اور ایسے شخص کی تلاش ہوئی جو ان کے امر کا اس وقت تک کے لئے والی ہو۔ جب تک کہ (خلیفہ) یزید بن عبدالملک کی طرف سے کوئی حکم نہ آجائے + آخر مغیرۃ بن ابی بُردۃ القرشی پر جو بنی عبدالدار میں سے تھا سب کی اجتماع رائے ہوا۔ مگر اس کے بیٹے عبداللہ نے اس سے کہا کہ اے شیخ یہ شخص (یعنی یزید بن ابی مسلم) آپ کے سامنے قتل ہوا ہے۔ اگر آپ نے اس کے بعد اس حکومت کو قبول کر لیا تو امیر المومنین اس کے قتل کا ذمہ دار آپ ہی کو سمجھیں گے + شیخ نے یہ بات منظور کر لی + اب اہل افریقیہ کی رائے کا اجتماع محمد بن ادس انصاری پر ہوا + یہ شخص اس وقت تونس کی طرف جنگ کے لئے گیا ہوا تھا۔ لوگوں نے اس کے پاس پیغام بھیجا اور اپنی حکومت اس کے سپرد کر دی + اس نے (خلیفہ) یزید کو تمام معاملہ کی اطلاع دی + اور اہل تونس کے ایک شخص خالد بن ابی عمران نامی کو خط دے کر روانہ کیا + جب یہ یزید کے پاس پہنچا تو اس نے ان کے جرم کو معاف کر دیا + خالد بن ابی عمران کہتا ہے کہ (خلیفہ) یزید نے مجھے ایک دن خلوت میں بلایا اور پوچھا کہ یہ محمد بن ادس کون شخص ہے میں نے جواب دیا کہ ایک دیندار اور صاحب علم و فضل ہے اور فقہ میں مشہور ہے + خلیفہ نے پوچھا تو کیا وہاں کوئی قریشی نہ تھا + میں نے جواب دیا کہ ہاں مغیرہ بن ابی بردہ ہے + اس نے کہا کہ ہاں میں اس کو جانتا ہوں۔ اس کو کیا ہوا تھا کہ وہ اس پر قائم نہ رہا + میں نے جواب دیا کہ اس نے اس کے منظور کرنے سے انکار کیا اور عزلت نشینی کو پسند کیا + یہ سُن کر

وہ چپ ہو رہا + لوگوں نے عبداللہ بن موسیٰ بن نصیر پر الزام لگایا تھا۔ کہ اسی نے یزید بن ابی مسلم کے خلاف سازش کی تھی +

اس کے بعد (خلیفہ) یزید بن عبدالملک نے ۱۰۲ھ میں بشر ابن صفوان الکلبی کو جو مصر پر اس کا والی تھا مقرر کیا۔ وہ افریقیہ روانہ ہوگیا اور اپنے بھائی حنظلہ کو اپنی جگہ مصر میں چھوڑ آیا + جب بشر بن صفوان افریقیہ آیا تو اس کو معلوم ہوا کہ عبداللہ بن موسیٰ (بن نصیر) ہی وہ شخص ہے جس نے یزید بن ابی مسلم کے قتل کی سازش کی تھی۔ اور خالد بن حبیب القرشی وغیرہ نے اس کی شہادت بھی دی! بشر نے اس کی اطلاع خلیفہ یزید بن عبدالملک کو دی اور اس نے بشر کو جواب میں لکھا عبداللہ بن موسیٰ بن نصیر کو قتل کر دیا جائے + بشر نے اس کام میں چند روز توقف کرنے کا ارادہ کیا + مگر خالد بن حبیب اور محمد بن ابی بکیر نے بشر سے کہا کہ قبل اس کے کہ امیر المومنین کے پاس اس کی معافی کا حکم آئے عبداللہ بن موسیٰ کو قتل کر دینا چاہیئے + عبداللہ بن موسیٰ بن نصیر کی ماں خلیفہ یزید کے صاحب خاتم ربیع کی بیوی تھی + اس نے یزید سے اس کی سفارش کی اور یزید نے اس کی معافی کا حکم دیدیا۔ اور عبداللہ کی بہن نے پیغامبر کو تین ہزار دینار دینے کا وعدہ کیا۔ بشرطیکہ وہ اس معافی نامہ کو لیکر وقت پر پہنچ جائے + اُدھر بشر نے عبداللہ بن موسیٰ کے قتل کا حکم دیدیا اور اس کو قتل کر دیا گیا۔ قاصد معافی نامہ لے کر اسی دن اسکے قتل کے بعد وہاں پہنچا + بشر نے اس کا سر سلیمان بن وعلہ التمیمی کے ہاتھ یزید کے پاس بھیج دیا جس نے اُسے نصب کرا دیا + پھر بشر بن صفوان تحفے لے کر جن کو اس نے خاص طور پر اسی لئے تیار کرایا تھا + یزید بن عبدالملک کی طرف روانہ ہُوا + ابھی راستے ہی میں تھا کہ اُسے یزید کی وفات کی خبر ملی +

ہم سے عبدالرحمٰن نے اور اس سے یحییٰ بن بکیر نے بروایت لیث بن سعد بیان کیا ہے کہ یزید کی وفات سنہ ۱۰۵ھ میں جمعہ کی رات کو جب شعبان کے اختتام میں چار راتیں باقی تھیں ہُوئی + بشر وہ تحائف لے کر ہشام بن عبدالملک کی خدمت میں حاضر ہُوا + اس نے اُسے پھر افریقیہ پر واپس کر دیا + وہ واپس آیا۔ اور آتے ہی موسیٰ بن نصیر کے اموال کی تلاش شروع کی اور اس کے عمال کو عذاب دینے لگا + اس نے اندلس سے حرّ بن عبدالرحمٰن العبسی کو معزول کر کے عنبسہ بن سحیم الکلبی کو وہاں کا والی مقرر کیا + بشر نے افریقیہ سے سمندر میں بھی جنگ کی۔ مگر بیڑے کو ایسی ہیبت لاحق ہُوئی کہ اس کی فوج کا بڑا حصہ ضائع ہو گیا + آخر کار وہ ماہ شوال سنہ ۱۰۹ھ میں مرض وبیلہ میں مبتلا ہو کر مر گیا +

عبدالرحمٰن نے ہم سے اور اس سے یحییٰ بن بکیر نے بروایت لیث بن سعد بیان کیا کہ بشر بن صفوان سنہ ۱۰۵ھ میں افریقیہ سے معزول کیا گیا۔ سنہ ۱۰۶ھ میں دوسری مرتبہ وہاں بھیجا گیا۔ اور سنہ ۱۰۹ھ میں وفات پائی + اپنے مرنے کے وقت اس نے افریقیہ پر بعاس بن قرط الکلبی کو اپنا جانشین بنایا + مگر (خلیفہ) ہشام نے اُسے معزول کر کے عبیدۃ بن عبدالرحمٰن القیسی کو ماہ صفر سنہ ۱۱۰ھ میں افریقیہ کا عامل مقرر کیا + عبدالرحمٰن نے + ہم سے اور اس سے یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر نے بروائیت لیث بیان کیا کہ عبیدۃ ابن عبدالرحمٰن ماہ محرم سنہ ۱۱۰ھ میں افریقیہ کا والی مقرر ہُوا تھا + جب وہ افریقیہ آیا تو اس نے مستنیر بن حارث حرشی کو صقلیہ کی طرف جنگ کے لئے روانہ کیا + ان کو طوفان نے آلیا۔ جس سے وہ سب غرق ہو گئے۔ جس جہاز میں مستنیر تھا وہ اطرابلس کے کنارے آلگا + اور

عبیدہ بن عبدالرحمٰن نے اپنے اطرابلس کے حاکم یزید بن مسلم الکندی کو لکھا کہ اس کی مشکیں کس کر کسی معتبر آدمی کو اس کے ہمراہ بھیج دے + چنانچہ اس نے مشکیں کس کر بھیج دیا۔ یہاں عبیدہ نے اس کا بدن کاٹا جس سے اس کو تکلیف ہوئی۔ اور گدھے پر سوار کرا کے قیروان میں تشہیر کرایا۔ اور ہر جمعہ کو ایک مرتبہ اسے پٹوا تا رہا۔ یہاں تک کہ وہ اس سزا کو برداشت نہ کر سکا + اس کی وجہ یہ تھی کہ مستنیر رومیوں کے علاقے میں اتنی دیر ٹھیرا تھا سردی کا موسم شروع ہو گیا تھا۔ سمندر کی موجوں میں تندی آ گئی تھی اور طوفان آنے شروع ہو گئے تھے + چنانچہ مستنیر برابر اس کی قید ہی میں رہا + عبیدہ نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ المکی کو اندلس پر مقرر کیا۔ وہ نیک آدمی تھا۔ اس نے افرنجہ پر فوج کشی کی۔ یہ اندلس کی بعید ترین سرحد تھی + اس کو یہاں بہت سا مال غنیمت حاصل ہوا۔ اور ان پر فتح یاب ہوا + اور چیزوں میں اس کو ایک سونے کا پایہ بھی ہاتھ لگا جو موتی۔ زبرجد اور یاقوت سے مرصع تھا۔ اس نے اس کو توڑنے کا حکم دیا اور پھر خمس کا حصہ نکال کر باقی کو ان مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جو اس کے ہمراہ تھے + جب عبیدہ کو یہ بات معلوم ہوئی۔ تو وہ سخت ناراض ہوا اور اس کو ایک تہدیدی خط لکھا۔ عبدالرحمٰن نے اسکے جواب میں لکھا“

(سورۃ انبیاء آئت ۳۱۔ سورۃ طلاق آیت ۲) + پھر وہ دوبارہ افرنجہ پر فوج کشی کے لئے روانہ ہوا۔ اور اسی فوج کشی میں اس نے اپنے ساتھیوں سمیت شہادت پائی + ہم سے عبدالرحمٰن نے اور اس سے یحییٰ نے بروائیت لیث نقل کیا ہے کہ اس کی شہادت سنہ ۱۱۵ھ میں

واقع ہوئی+ اس کے بعد عبیدہ نے اندلس پر عبد الملک بن قطن کو مقرر کیا+ پھر عبیدہ تحائف لے کر ہشام کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے روانہ ہوا+ یہ رمضان ۱۱۴ھ کا واقعہ ہے+

عبد الرحمٰن نے ہم سے اور اس سے یحییٰ بن بکیر نے بروائیت لیث بن سعد بیان کیا کہ عبیدہ بن عبد الرحمٰن افریقیہ سے ۱۱۵ھ میں آیا تھا اور اسی سن میں (عبد الملک) بن قطن کو اندلس کا والی مقرر کیا گیا، ان تحائف میں جو وہ اپنے ساتھ لایا تھا غلام لونڈیاں۔ چیدہ چیدہ سات سو لڑکیاں اور ان کے علاوہ خواجہ سرا۔ گھوڑے۔ ادویہ۔ سونا۔ چاندی۔ اور برتن تھے+ وہاں سے روانہ ہونے کے وقت اس نے افریقیہ پر عقبہ بن قدامہ التجیبی کو اپنا قائم مقام بنایا+ ہشام کے سامنے وہ تمام تحائف پیش کر کے استعفا داخل کر دیا اور خلیفہ نے اس کو منظور کر لیا+ اب ہشام نے اپنے والئ مصر عبید اللہ بن الحجاب کو حکم دیا کہ وہ افریقیہ چلا جائے اور وہاں کا اس کو عامل مقرر کر دیا+ یہ ماہ ربیع الآخر ۱۱۶ھ کا واقعہ ہے+ عبید اللہ بن الحجاب افریقیہ پہنچا اور مستنیر کو قید خانے سے نکال کر تونس کا حاکم بنا دیا+ اپنے ایک بیٹے اسماعیل بن عبید اللہ کو سوس کا والی بنایا اور دوسرے بیٹے قاسم بن عبید اللہ کو مصر میں بطور اپنے قائم مقام کے چھوڑا+ اندلس پر اس نے عقبہ بن الحجاج کو مقرر کیا۔ اور عبد الملک بن قطن کو معزول کر دیا+ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس وقت اندلس کا والی عنبسہ بن سحیم الکلبی تھا۔ اور اسی کو معزول کر کے ابن الحجاب نے عقبہ بن الحجاج کو مقرر کیا تھا+ بہر حال عقبہ بن الحجاج اندلس میں ہلاک ہو گیا۔ اور عبید اللہ نے دوسری مرتبہ عبد الملک

بن قطن کو وہاں کا حاکم مقرر کیا + عبداللہ بن حبیب بن ابی عبیدۃ الفہری نے سوس اور ارض سودان میں جنگ کی اور وہاں ایسی فتح حاصل کی جس کی نظیر نہیں ملتی + یہاں سے اس کو بہت سا سونا حاصل ہوا + اور مال غنیمت میں اُسے ایک یا دو لڑکیاں اس نسل کی ملیں جن کو بربراُجان کہتے ہیں۔ اور جن کے صرف ایک پستان ہوتا ہے + پھر اس نے سمندر میں جنگ کی۔ اور وہاں سے واپس آگیا + بربریوں نے عبیداللہ بن الحجاب سے طنجہ میں نقض عہد کیا۔ اور اس کے عامل عمر بن عبدالمرادی کو قتل کر دیا + وہ شخص جس نے یہ تمام فساد مچایا میسرۃ الفقیر بربری ثم بدغری تھا۔ یہی شخص بربریوں کا حاکم ہوا۔ اسی نے خلافت کا دعوے کیا۔ خلیفہ پکارا گیا اور اسی پر لوگوں نے اس سے بیعت کی + میسرہ نے طنجہ پر عبدالاعلا بن خدیج الافریقی کو مقرر کیا۔ کہ یہ رومی الاصل تھا اور موسیٰ بن نصیر کا مولا تھا + پھر وہ سوس کی طرف گیا۔ یہاں اسماعیل بن عبیداللہ حاکم تھا اور اس کو قتل کر ڈالا + افریقیہ میں بربریوں کا یہ پہلا فتنہ تھا + عبیداللہ بن الحجاب نے خالد بن ابی حبیب الفہری کو طنجہ کے بربریوں کے خلاف روانہ کیا + اس کے ساتھ افریقیہ کے تمام سربرآوردہ قریش اور انصار وغیرہ تھے + خالد اور اس کے ساتھی قتل ہوئے اور ایک بھی اپنی جان نہ بچا سکا۔ اس لئے اس جنگ کا نام "غزوۃ الاشراف" ہو گیا +

کہا جاتا ہے کہ خالد نے میسرۃ کا طنجہ کے قریب مقابلہ کیا جس میں وہ اور اس کے تمام ساتھی مارے گئے۔ میسرۃ طنجہ چلا گیا۔ یہاں بربریوں کو اس کا سلوک اور ان شرائط کا تغیر جن پر انہوں نے اسکے

ہاتھ پر بیعت کی تھی ناگوار گذرا اور انہوں نے اس کو قتل کر کے عبدالملک بن قطن المحاربی کو اپنا والی بنا لیا +

عبدالرحمٰن نے ہم سے اور اس سے یحییٰ بن بکیر نے بروایت لیث بن سعد بیان کیا ہے کہ میسرۃ الفقیر اور بربری اہلِ افریقیہ کا تنازعہ اور اسمٰعیل بن عبید اللہ اور خالد بن ابی حبیب کا قتل ۱۲۳ھ میں واقع ہوا + اب ابن الحبحاب نے حبیب ابن ابی عبیدۃ کو بربریوں کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا + جب وہ تلمسین پہنچا تو معاویہ بن خدیج کے مولا موسی ابن ابی خالد کو جو تلمسین کا حاکم تھا قید کر لیا + کیونکہ اس کے اہل طاعت لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے تھے اس لئے حبیب نے اس پر یہ تہمت لگائی کہ اس کو بغاوت کی خواہش یا فتنہ وفساد میں دخل حاصل تھا۔ چنانچہ اس نے اس کے ہاتھ اور پیر کٹوا دئے + اور خود اپنی فوج سمیت تلمسین میں ٹھیر گیا +

عبید اللہ بن الحبحاب خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے پاس واپس چلا گیا۔ یہ ماہ جمادی الاول ۱۲۳ھ کا واقعہ ہے + ہشام نے ماہ جمادی الآخر ۱۲۳ھ میں کلثوم بن عیاض القیسی کو افریقیہ کا عامل مقرر کیا + بلج بن بشر اس سے پہلے وہاں آگیا تھا + جب کلثوم بن عیاض افریقیہ میں آیا تو اس نے اہل افریقیہ کو جہاد اور اس کے ساتھ مل کر بربریوں کے خلاف نکلنے کا حکم دیا + اور اہل طرابلس پر ایک فوج تیار کرنے کا حکم نافذ کیا + اور قیروان پر عبدالرحمٰن بن عقبۃ الغفاری۔ اور جنگ کے محکمہ پر مسلمہ بن سوادۃ القرشی کو مقرر کر کے ایک بڑی فوج ہمرکاب لے کر نکلا + قابس کی طرف سے عکرشہ بن ایوب الفزاری نے کلثوم کے طنجہ کی طرف روانہ ہو جانے کے بعد مسلمہ بن سوادہ کے خلاف خروج کیا۔ وہ صفری فرقہ سے تھا۔

اس نے اپنے ایک بھائی کو سبرہ کی طرف روانہ کیا۔ جہاں اس نے زناتہ کو جمع کیا۔ اور سوق سبرہ کے لوگ اپنی مسجد میں جمع ہوئے۔ ان کا سردار حبیب بن میمون تھا طرابلس کے امیر صفوان بن ابی مالک کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے شہر کے باشندوں کو ساتھ لے کر کوچ کیا اور فزاری کے بھائی پر جو سبرہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا جا پڑا۔ فریقین کا مقابلہ ہوا۔ آخر فزاری کو شکست ہوئی + زناتہ وغیرہ میں سے اس کے ساتھی مارے گئے۔ اور وہ قابس میں اپنے بھائی کے پاس بھاگ گیا + مسلمہ بن سوادۃ اہل قیروان کو لے کر قابس کی جانب عکاشہ بن ایوب کے مقابلہ کے لئے نکلا + لڑائی ہوئی مسلمہ نے شکست کھائی۔ اور ان میں سے بہت سے لوگ جو اس کے ساتھ جنگ کے لئے نکلے تھے مارے گئے + مسلمہ قیروان گیا اور وہاں کے باشندے جو مسلمہ کے ہمراہ نکلے تھے قلعہ بند ہو گئے۔ انکا سردار سعد بن بحیرۃ الغسانی تھا +

ایک دوسری روائت یہ ہے کہ کلثوم بن عیاض جب ہشام کے پاس سے آیا تو قیروان کو پیچھے چھوڑ دیا نہ وہاں اترا اور نہ اس میں داخل ہوا بلکہ سبیبہ میں ٹھیرا جو قیروان سے ایک دن کی مسافت پر ہے + یہیں اس نے عید الفطر ادا کی۔ اور حبیب بن ابی عبیدہ کو لکھا کہ اس وقت تک اپنے لشکر کو نہ چھوڑنے جب تک کہ وہ اس کے پاس نہ پہنچ جائے + اسکے بعد وہ فوج کشی کے ارادہ سے نکلا۔ یہاں تک کہ وہ حبیب کے پاس پہنچ گیا + پھر وہ دونوں مل کر اپنی فوج سمیت طنجہ کی طرف چلے + کلثوم جب بربریوں کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا ہے تو بلج بن بشر کو اپنے مقدمۃ الجیش کا افسر مقرر کیا تھا + یہ جب حبیب کے پاس پہنچا تو اس کی توہین کی اور

اس نے احکام ماننے سے اِنکار کر دیا+ پھر کلثوم آیا۔ حبیب اس سے ملا۔ مگر اس نے بھی حبیب کی بے عزتی کی+ اس کے بعد کلثوم نے لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر اس سازش کا ذکر کیا جسے اس نے معلوم کر لیا تھا اور اسی ضمن میں اس نے حبیب کو طعنہ دیا+ اور اس کو اور اس کے اہل بیت کو بُرا بھلا کہا+ اس وقت عبدالرحمٰن بن حبیب اپنے باپ حبیب کے ساتھ تھا+ پھر کلثوم آگے بڑھا اور جب سرزمین طنجہ یعنی اپنے مطلوبہ علاقہ تک پہنچ گیا۔ تو بربری اپنی جماعت سمیت اس کے مقابلہ کے لئے آئے+ ان کے بدن پر سوائے پاجامہ کے اور کوئی کپڑا نہ تھا۔ یہ سب کے سب صفریہ تھے۔ اور الگ الگ آتے تھے+ حبیب بن ابی عبیدہ نے کلثوم کو مشورہ دیا کہ پیادوں کا پیادوں سے اور سواروں کا سواروں سے مقابلہ کرے۔ مگر کلثوم نے کہا کہ ہمکو تیری رائے کی ضرورت نہیں۔ پھر اس نے بلج کو رسالہ دے کر ان کو مغلوب کرنے کے لئے روانہ کیا۔ کیونکہ کلثوم کے خیال میں پیادوں سے رسالہ زیادہ معتبر اور قابل وثوق تھا۔ بلج تمام رات چلا۔ اور آخر صبح کو ان کے سامنے ظاہر ہوا+ یہ لوگ ننگے اور ہلکے اسلحہ لئے ہوئے اس کے مقابل ہوئے رسالہ ان پر حملہ آور ہوا مگر وہ چیخیں مارتے ہوئے پیچھے ہٹ گئے۔ اور گوپھن پھینکتے رہے بلج آخر کار زخمی ہوا اور اُسے منہزم ہونا پڑا+ یہاں رسالہ کلثوم کے گرد جو اس وقت تیار ہو کر اپنی فوج کو آراستہ کر چکا تھا جمع ہونے لگا اب اس نے حبیب بن ابی عبیدہ کے پاس پیغام بھیجا اور کہا امیر المومنین نے مجھے حکم دیا تھا کہ تم کو جنگ کا سپہ سالار بناؤں اور سپاہیوں کا کام تمہارے سپرد کر دوں+ حبیب نے جواب دیا کہ اب وقت گذر گیا ہے۔ اہل بربر کے پیادوں نے

رسالہ کا تعاقب کیا۔ یہاں تک کہ وہ کلثوم اور اس کے لوگوں پر حملہ کرنے لگے + اس وقت حبیب نے اپنے بیٹے عبد الرحمٰن کو قسم دی کہ پاپیادہ نہ ہو۔ بلج کو نگاہ میں رکھے۔ اور اس کے ساتھ ہو کر بلج کا کام تمام کر دے۔ کیونکہ میں اب مقتول ہی ہوں + چنانچہ اس معرکے میں کلثوم۔ اور حبیب مع اپنے ساتھیوں کے کام آئے اور لوگ افریقیہ کی جانب منہزم ہو گئے + کلثوم کا قتل سنہ ۱۲۳ھ میں واقع ہوا +

ہم سے عبد الرحمٰن نے روائیت کی اور اس سے یحیٰی بن بکیر نے بروائیت لیث بن سعد بیان کیا کہ کلثوم کا قتل سنہ ۱۲۴ھ میں واقع ہوا + اس کو میسرہ نے قتل کیا + اس حادثہ کے بعد بلج بن بشر۔ ثعلبہ الجذامی اور اہل شام کے باقی لوگ اندلس کی طرف پسپا ہوئے۔ اور ابو یوسف ہواری نے ان کا پیچھا کیا + یہ ابو یوسف بربریوں کے طاغیوں میں سے تھا + آخر اس نے ان مفرورین کو جا لیا + اور ان سے مقابلہ کیا + مگر ابو یوسف قتل ہوا اور اس کے اصحاب پسپا ہوئے۔ بلج اور ثعلبہ اندلس کی طرف چلے گئے + کلثوم نے اس وقت جب عبد الملک بن قطن اندلس کا حاکم تھا وہاں کے لوگوں کو اپنی مدد کے لئے آنے کا حکم دیا تھا + بلج ان سے اس وقت ملا جب کہ وہ خضراء کے آبنائے میں آ چکے تھے + مگر عبد الرحمٰن بن حبیب بلج سے قبل وہاں پہنچ چکا تھا۔ اب اس نے عبد الملک بن قطن کو حکم دیا کہ وہ نہ تو بلج کی بات سنے اور نہ اس کا حکم مانے + چنانچہ اب بلج آگے بڑھا اور جزیرہ میں مقیم ہو گیا + یہاں سے اس نے عبد الملک بن قطن کو لکھا کہ وہ کلثوم کا جانشین ہے۔ اور ثعلبہ جذامی اور اس کے لوگوں نے اس کے متعلق گواہی بھی دی + اس تمام نامہ و پیام میں قاضی اندلس ان کا پیغامبر تھا + آخر کار عبد الملک بن قطن نے ولایت

بلج کے سپرد کردی + یہ بات عبدالرحمٰن بن حبیب کو ناگوار گذری جس نے بلج کی حکومت کو ناپسند کر کے قرطبہ کو خیرباد کہا + بہرحال جب بلج قرطبہ آیا۔ تو اس نے عبدالملک بن قطن کو قید کردیا۔ مگر عبدالرحمٰن بن حبیب نے بغاوت کی اور امیہ بن عبدالملک بن قطن اس کے ساتھ شامل ہوگیا + ان دونوں نے بلج سے جنگ کرنے کے لئے فوج جمع کی ادا اُدھر بلج نے عبدالملک بن قطن کو قید خانے سے نکالا۔ اور اس سے کہا کہ مسجد میں کھڑے ہو کر لوگوں سے علی الاعلان کہہ دے کہ کلثوم نے اسے لکھا تھا کہ بلج اس کا جانشین ہوگا + عبدالملک کھڑا ہوا اور کہا کہ اے لوگو۔ میں کلثوم کا والی ہوں اور ناحق مظلوم قید ہوں + یہ سُن کر بلج نے اس کی گردن ماردی + پھر عبدالرحمٰن بن حبیب اپنی فوج لے کر آگے بڑھا۔ اور بلج بھی اہل شام کے لوگوں کو لے کر اس کی طرف چلا + فریقین کے درمیان ایک دریا حائل تھا + جب رات ہُوئی تو عبدالرحمٰن نے اس کو عبور کیا۔ اور قرطبہ میں داخل ہُوا۔ یہاں قاضی اندلس بلج کا قائم مقام تھا اور اس پر عبدالملک بن قطن کے خون کی تہمت لگائی جاتی تھی + عبدالرحمٰن بن حبیب نے اس کو گرفتار کر کے اس کی آنکھوں میں سلائی پھیر دی۔ اور ہاتھ اور پیر کاٹ کر اس کی گردن ماردی اور ایک درخت پر مصلوب کر کے سؤر کا سر اس کے جسم پر رکھدیا + بلج کو اس تمام معاملہ کی کوئی اطلاع نہ ہُوئی + یہ کام کر کے عبدالرحمٰن قرطبہ سے نکلا۔ بلج نے اس کا مقابلہ کیا اور عبدالرحمٰن بن حبیب کو شکست ہُوئی۔ مگر اس نے ایک اور فوج جمع کر لی اب اس دوسرے معرکہ میں بلج اور اس کے ہمراہی مارے گئے + ایک روائیت یہ بھی ہے کہ بلج قتل نہیں ہُوا بلکہ وہ طبعی موت مرا ہے + عبدالرحمٰن نے ہم سے اور اس سے یحییٰ بن بکیر نے بروائیت لیث بیان کیا ہے

کہ بلج سنہ ۱۲۵ھ میں عبدالملک بن قطن کے قتل کے ایک مہینہ بعد مرا۔ اس واقعہ کے بعد اہل اندلس چار امیروں کی حکومت میں متفرق ہوگیا۔ اور اس وقت تک ایک جگہ مجتمع نہ ہوسکا جب تک کہ حنظلۃ بن صفوان الکلبی نے ابن خطاب الکلبی کو وہاں مقرر کرکے نہ بھیجا۔ میں انشاء اللہ اسکا ذکر اپنے موقع پر کرونگا+

کلثوم بن عیاض نے اپنے عامل اطرابلس صفوان بن ابی مالک کو اپنی مدد کے لئے بلایا تھا۔ چنانچہ وہ اہل شہر کو لے کر نکلا۔ ابھی قابس ہی پہنچا تھا کہ اس کو کلثوم اور اس کے ہمراہیوں کے حادثہ کی اطلاع ہوئی+ یہ معلوم کرکے وہ واپس چلا گیا+ سعید بن بجرۃ بھی مسلمہ بن سوادۃ الجذامی کے ان لوگوں کو لے کر جو قلعبند تھے اس کی طرف آیا۔ فزاری ایک دریا الجمہ کو جو قابس سے بارہ میل کے فاصلے پر تھا عبور کرکے پناہ گزین ہوگیا+ جب صفوان بن ابی مالک واپس چلا گیا تو سعید بن بجرہ اور اس کے ساتھی قابس میں قلعبند ہوگئے۔ اور عبدالرحمن بن عقبہ الغفاری اہل قیروان کو اپنے ساتھ لے کر نکلا+ قابس اور قیروان کے درمیان دونوں کی مڈبھیڑ ہوئی۔ اس میں فزاری نے شکست کھائی اور اس کے ساتھیوں کی تعداد کثیر قتل ہوئی+

اس کے بعد (خلیفہ) ہشام بن عبدالملک نے صفر ۱۲۴ھ میں حنظلہ بن صفوان کو جو اس کا عامل مصر تھا افریقیہ روانہ کیا۔ جب وہ یہاں پہنچا تو اہل اندلس۔ اور اہل شام وغیرہ نے اس کو خط لکھا کہ کوئی والی ان پر مقرر کرکے بھیج دے۔ اس نے ابن الخطاب کو بھیجدیا۔ اس کے اندلس آنے پر وہاں کے لوگ اس کے مطیع ہوگئے۔ اور

ملک میں اس کا تسلط بیٹھ گیا۔ اس نے بلج اور عبدالرحمٰن بن حبیب کی فوجوں کو منتشر کیا۔ ثعلبہ بن سلامہ کو ایک کشتی میں سوار کر کے افریقیہ روانہ کیا۔ اور اس کے پیچھے پیچھے عبدالرحمٰن بن حبیب کو نکال دیا۔ ثعلبہ کے ساتھ اس کے تمام اہل شام کو بھی ملک سے خارج کیا اور یہ لوگ حنظلہ بن صفوان کے پاس قیروان میں آکر مقیم ہو گئے+ حنظلہ بن صفوان نے عبدالرحمٰن بن عقبہ غفاری کو عکاشہ بن ایوب الفزاری کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ جس نے قابس کی شکست کے بعد بہت بڑی جمعیت مہیا کر لی تھی۔ فریقین کی جنگ ہوئی۔ جس میں فزاری نے شکست کھائی اور اس کی فوج کی ایک بڑی تعداد ماری گئی+ اس نے پھر فوج جمع کی۔ عبدالرحمٰن بن عقبہ نے پھر اس کا مقابلہ کیا اور شکست دی۔ فزاری نے تیسری فوج جمع کی۔ اور عبدالواحد بن یزید الھواری ثم تدہمی جو صفری تھا۔ حنظلہ بن صفوان سے جنگ کرنے کے فزاری سے آملا+ عبدالرحمٰن بن عقبہ اہلِ افریقیہ کو لے کر ان دونوں کے مقابلہ کے لئے آیا+ اس جنگ میں عبدالرحمٰن بن عقبہ مع اپنے ہمراہیوں کے کام آیا+ یحییٰ بن بکیر نے بروایت لیث بیان کیا ہے کہ عبدالرحمٰن بن عقبہ کی شہادت ۱۲۴ھ میں واقع ہوئی+ اس فتح کے بعد عبدالواحد بن یزید تونس چلا گیا۔ اور اس پر قابض ہو کر مستولی ہو گیا+ چنانچہ یہاں اس کو خلیفہ تسلیم کر لیا گیا+ اب وہ قیروان کی جانب بڑھا اور فزاری اپنے لشکر سمیت ایک طرف ہو گیا+ یہ دونوں قیروان کے ارادہ سے چلے۔ اور ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کی تاکہ جو کوئی اپنے حریف سے پہلے وہاں پہنچ

جائے اس کو لوٹ لے +

جب حنظلہ نے بربریوں کی اس تعداد کو دیکھا جو فزاری اور عبدالواحد کے ساتھ ان کی طرف آرہی تھی تو اس نے قیروان کے گرد ایک خندق کھودی + عبدالواحد قیروان کی طرف کوچ کرتا رہا۔ اور حنظلہ کو ایک خط لکھا جس میں اُسے حُکم دیا کہ وہ شہر اور وہاں کے باشندوں کو اس کے لئے چھوڑ دے + یہ معلوم کر کے ان کے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے۔ اور اُن کو کامل یقین ہو گیا کہ وہ سب کے سب ضرور قید کر لئے جائیں گے + آخر یہ حالت ہو گئی کہ اگر حنظلہ خبریں معلوم کرنے کے لئے کسی کو مخبر بنا کر بھیجنا چاہتا تو کوئی شخص تین میل کی مسافت پچاس دینار سے کم معاوضہ میں طے کرنا قبول نہ کرتا + آخر جب عبدالواحد نے اس کو گھیر ہی لیا تو وہ قیروان سے ایک منزل کے فاصلے پر اصنام نام ایک گاؤں میں مقیم ہوُا + فزاری قیروان سے چھ میل کے فاصلہ پر ٹھہرا +

عبدالواحد کے ساتھ اس کے مقدمۃ الجیش کا افسر ابو قرہ عقیلی تھا۔ حنظلہ نے فزاری کو ایک خط میں اس کا مرثیہ لکھا اور اس کو دھمکی دی۔ کیونکہ اس کو ان کے اجتماع کا خوف تھا۔ اس لئے اس ترکیب سے اس کو امید تھی کہ وہ ایک جا جمع نہ ہونگے اور طاقت حاصل نہ کرسکینگے اس وقت عکاشہ بہ نسبت عبدالواحد کے حنظلہ سے قریب تر تھا۔ عبدالواحد اپنی فوج کو لئے ہوئے صبح تک اصنام میں ہی ٹھیرا رہا اور حنظلہ فزاری کے قرب کی وجہ سے اس کی طرف بڑھا۔ اہل قیروان اس کے ہمراہ تھے۔ یہ لوگ اپنی جانوں سے بالکل مایوس

تھے اور بچوں کے غلام بنائے جانے اور لوٹے جانے اور عورتوں اور
مال و اسباب کے لوٹے جانے سے سہمے ہوئے تھے + حنظلہ نے محمد
بن عمرو بن عقبہ کو ان کا افسر مقرر کیا۔ اور اصنام کے قریب فریقین
کا مقابلہ ہوا + اللہ نے عبدالواحد اور اس کی فوج کو شکست دی۔ اور
بے شمار تعداد تہ تیغ کی گئی۔ اور جس نے چاہا وہ بھاگ گیا + جب حنظلہ
کو اللہ تعالےٰ نے یہ فتح نصیب کی تو وہ اسی رات فزاری کی طرف روانہ
ہوا اور قرن کے قریب دونوں کا مقابلہ ہوا۔ عکاشہ کو اس وقت تک
عبدالواحد کی شکست کی اطلاع نہ ہوئی تھی۔ اللہ نے اس کو بھی مع اسکے
ساتھیوں کے شکست دی + عکاشہ بھاگا اور آخر افریقیہ کی ایک طرف
پہنچا تھا کہ بربریوں کے ایک قبیلہ نے اس کو گرفتار کر کے حنظلہ کے
حوالہ کر دیا۔ اور اس نے اُسے قتل کرا دیا + عبدالواحد اور اس کے صفریہ
ساتھی عورتوں کو قید کرنا حلال سمجھتے تھے + عبدالرحمٰن نے ہم سے اور
اس سے یحییٰ بن بکیر نے بروائیت لیث بن سعد بیان کیا ہے کہ عکاشہ
اور عبدالواحد کا قتل ۱۲۵ھ کو واقع ہوا + اس وقت عبدالواحد اور
عکاشہ قیروان کے قریب علی الترتیب اصنام اور قرن میں ٹھیرے
ہوئے تھے + تو حنظلہ نے اپنے اطرابلس کے حاکم معاویہ بن صفوان کو
لکھا تھا کہ وہ اہل اطرابلس کو لے کر اس کی مدد کے لئے آئے + معاویہ
اس کے حکم مطابق چلا اور ابھی قابس ہی پہنچا تھا کہ اس کو عکاشہ اور
عبدالواحد کی شکست کی خبر ملی + حنظلہ نے اس کو بربریوں کے مقابلہ
کے لئے جانے کا حکم دیا۔ جنھوں نے نفزادہ میں خروج کیا تھا + اور
وہاں کے ذمیوں کو قید کر لیا تھا + چنانچہ معاویہ اپنے ہمراہیوں

کو لے کر ان کی طرف چلا۔ فریقین میں لڑائی ہوئی جس میں معاویہ بن صفوان مارا گیا۔ اور صفریہ بھی کام آئے۔ ذمیوں کا جو کچھ مال و اسباب انہوں نے لے لیا تھا ان کو واپس مل گیا۔ حنظلہ نے معاویہ مرحوم کی جگہ زید بن عمرو الکلبی کو اس فوج کا افسر بنا کر بھیجا۔ اور یہ ان کو لے کر طرابلس واپس چلا گیا + اس وقت عبدالرحمٰن بن حبیب قابس میں اور ثعلبہ بن سلامۃ الجذامی حنظلہ کے ساتھ تھا +

افریقیہ کے شامیوں کو جب (خلیفہ) ولید بن یزید کے قتل کی خبر ملی۔ تو ان کے اکثر قائد چلے گئے۔ اور ثعلبہ بن سلامہ بھی مشرق کی طرف چلا گیا۔ عبدالرحمٰن نے ہم سے اور اس سے یحییٰ بن بکیر نے بروایت لیث بن سعد بیان کیا کہ (خلیفہ) ولید (بن یزید) کی موت ۱۲۶ھ میں جمعرات کے دن واقع ہوئی جب کہ ماہ جمادی الآخر کے ختم میں صرف تین راتیں باقی تھیں + عبدالرحمٰن بن حبیب نے تونس میں خروج کیا۔ اور حنظلہ بن صفوان سے جنگ کرنے اور افریقیہ سے نکال دینے کی غرض سے ایک فوج جمع کی + جب حنظلہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو اس نے اکابر اہل افریقیہ کو عبدالرحمٰن بن حبیب کے پاس روانہ کیا اور پیغام بھیجا کہ امن قائم رکھے۔ اور فتنہ و فساد سے دست بردار ہو جائے + یہ لوگ چلے اور ابھی راستے ہی میں تھے کہ ان کو مروان بن محمد کے خلیفہ ہونے کی خبر ملی۔ اس پر انہوں نے واپس جانے کا ارادہ کیا + عبدالرحمٰن کو یہ معلوم ہوا کہ حنظلہ نے اس کے پاس ایلچی بھیجے ہیں (یہ سب تعداد میں پچاس تھے) اور اب وہ واپس جانے کا ارادہ کر رہے ہیں + چنانچہ اس نے ان کی طرف ایک رسالہ بھیج دیا۔ جو

ان کو پکڑ لایا + عبدالرحمن نے ان کو اس کی مخالفت کرنے کی وجہ سے برا بھلا کہا + اس سے قبل ان لوگوں نے حنظلہ سے خفیہ اس سے خط وکتابت کی تھی۔ مگر اب مروان بن محمد کی خلافت کا حال سن کر اس سے پھر گئے تھے + عبدالرحمن نے ان کو لوہے کی زنجیروں سے جکڑ کر تونس بھیج دیا اور حنظلہ کو لکھا کہ تین دن کے اندر قیروان کو اس کے لئے چھوڑ دے اور خود نکل جائے۔ اور بیت المال کے افسر کو حکم دیا کہ جو کچھ روزینہ کے حساب سے اس کا ہو اس کے سوا ایک بھی درہم یا دینار اس کو نہ دیا جائے + جب حنظلہ نے خط پڑھا تو جنگ کا ارادہ کیا۔ مگر کیونکہ دیندار آدمی تھا اس لئے اس سے دست بردار ہو گیا + آخر کار جمادی الاول ۱۲۶ھ کو اپنے شامی اصحاب کے ساتھ قیروان سے نکل گیا۔ اور عبدالرحمن ابن حبیب جمادی الآخر ۱۲۶ھ میں شہر میں داخل ہوا۔ اور اپنے بھائی ابن حبیب کو اطرابلس کا عامل مقرر کیا۔ اس نے عبداللہ بن مسعود کو گرفتار کرایا۔ جو فرقہ اباضیہ کا قاضی اور سردار تھا۔ اور اسکی گردن مار دی + اس واقعہ سے اباضیہ لوگ اطرابلس میں جمع ہو گئے۔ اور یہ دیکھ کر عبدالرحمن نے اپنے بھائی کو وہاں سے معزول کر کے حمید بن عبداللہ العکی مقرر کر دیا + جب اباضیہ جمع ہوئے ہیں تو ان کا سرغنہ عبدالجبار بن قیس المرادی تھا۔ اور حارث بن تلید حضرمی اس کے ساتھ تھا + ان لوگوں نے حمید بن عبداللہ کو اطرابلس کے ایک قصبہ میں محصور کر لیا۔ اور اس کی فوج میں وبا پھیل گئی + آخر کار یہ امان کا عہد و پیمان کر کے نکلا + جب یہ باہر آئے تو عبدالجبار بن قیس نے انصار کے مولا نصیر بن راشد کو جو حمید کے ساتھیوں میں سے تھا

پکڑا۔ اور قتل کر دیا + یہ لوگ اس سے عبداللہ ابن مسعود کے قتل کا دعویٰ کرتے تھے + عبدالجبار زناتہ اور اُن کے علاقہ پر مسلط ہو گیا + اب عبدالرحمٰن بن حبیب نے یزید بن صفوان المعافری کے اطرابلس کی ولایت کا فرمان لکھا۔ اور مجاہد بن مسلم ہواری کو لوگوں کی تالیف قلوب اور عبدالجبار سے ہوارہ وغیرہ کو توڑنے کے روانہ کیا + مجاہد چند ماہ تک ہوارہ میں ٹھہرا۔ اس کے بعد انہوں نے اسے نکال باہر کیا۔ اور وہ اطرابلس میں یزید بن صفوان سے جا ملا۔ اب عبدالرحمٰن بن حبیب نے محمدؐ بن مفردق کو بھیجا اور یزید بن صفوان کو حکم دیا کہ وہ اس کے ساتھ نکلے۔ چنانچہ وہ دونوں نکلے۔ عبدالجبار بن قیس اور حارث بن تلید نے ہوارہ کے علاقہ میں ان کا مقابلہ کیا یزید بن صفوان اور محمد بن مفردق مارے گئے۔ اور مجاہدین مسلم علاقۂ ہوارہ میں منہزم ہوا + عبدالرحمٰن بن حبیب اب بذات خود روانہ ہوا۔ اور ایک بڑا لشکر اس کے پاس جمع ہو گیا۔ اس کو لے کر اس نے عبدالجبار اور حارث بن تلید کی طرف کوچ کیا۔ اور زناتہ کے علاقہ میں ان سے مقابل ہوا۔ یہاں عمرو بن عثمان اور اس کے ساتھی منہزم ہوئے۔ اور عبدالجبار اور حارث اطرابلس کے کل علاقہ پر مستولی ہو گئے + پھر عمرو بن عثمان مجاہد بن مسلم کو ہمراہ لے کر دغوغا کی طرف چلا اور حارث بن تلید نے اس کا پیچھا کیا + عمرو نے دغوغا سے صحرا کی طرف رُخ کیا۔ اور حارث نے اُسے جالیا + عمرو نے سُرت کا رُخ کیا۔ مگر حارث کے رسالہ نے وہاں بھی جالیا۔ اس کے ساتھیوں کے ایک حصّہ کو قتل کیا۔ مگر عمرو زخمی ہوا اور گھوڑے

پر سوار ہو کر نجات پائی + حارث اس کے لشکر پر حاوی ہو گیا + اب عبدالجبار اور حارث کی شان و شوکت بہت بڑھ گئی۔ لیکن آخر ان میں اختلاف ہوا۔ اور معاملہ بڑھتے بڑھتے کشت و خون تک نوبت پہنچی + عبدالجبار اور حارث دونوں کے دونوں مارے گئے + بربروں نے اسماعیل بن زیاد النفوسی کو اپنا امیر بنایا۔ اس کی شان بھی خوب بڑھی اور کثرت سے اس کی بیعت کی گئی + عبدالرحمٰن بن حبیب اس کے مقابلہ کے لئے نکلا۔ قابس پہنچنے پر اس کا چچازاد بھائی شعیب بن عثمان ایک رسالہ لے کر اس سے آملا۔ اس کا مقابلہ اسماعیل سے ہوا۔ جس میں اسماعیل اور اس کے ساتھی مارے گئے۔ اور بربریوں کے بہت سے لوگ قید ہوئے + اس اثناء میں عبدالرحمٰن اپنے لشکر ہی میں مقیم تھا۔ اور اس واقعہ میں موجود نہ تھا + جب یہ فتح ہو چکی تو وہ سوق اطرابلس کی طرف چلا گیا۔ قیدی اس کے ہمراہ تھے + عمرو بن عثمان کو اس نے خط لکھا۔ اور وہ علاقہ شرت سے اس کے پاس چلا آیا۔ اور قیدی اس کے حوالہ کر دئے + اس نے ان کی گردنیں مار کر انہیں مصلوب کر دیا + اور اطرابلس کے علاقہ پر عمرو بن سوید المرادی کو عامل مقرر کیا۔ اور حکم دیا کہ وہاں منتقل ہو جائے +

ختم جزو پنجم۔ کتاب فتوح مصر

تعلیقات

۱۔ موسیٰ بن نصیر:۔ اس کے آباؤ اجداد کے متعلق بہت سے اقوال ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ وہ قبیلہ بشر میں سے تھا اور زید کا بیٹا تھا۔ ایک اور خیال یہ ہے کہ وہ عبدالرحمٰن کا بیٹا اور زید کا پوتا تھا۔ ابن خلکان نے اُسے موسیٰ بن نصیر مولائی لخم لکھا ہے۔ اسی طرح اس کی موت کی تاریخ میں بھی اختلاف ہے۔ اکثر خیال یہ ہے کہ جس سال عبدالعزیز بن موسیٰ قتل ہُوا اسی سال موسیٰ نے بھی وفات پائی۔ اور عبدالعزیز کا قتل سنہ ۹۷ھ میں واقع ہُوا تھا۔ مگر سنہ ۹۸ھ اور سنہ ۹۹ھ بھی اس کا سن وفات قرار دیا جاتا ہے۔ مگر زیادہ قرینِ قیاس بات یہی ہے کہ اس نے سنہ ۹۷ھ میں وفات پائی۔ اس کے جرمانے کی مقدار میں بھی اختلاف ہے۔ گیانگس نے اپنی ترجمہ مصری کے جلد اول ضمیمہ ۳۶ میں لکھا ہے کہ یہ رقم چار لاکھ تیس ہزار دینار سُرخ تھی۔

موسیٰ بن نصیر کے متعلق ابن الابار کی روایت حسب ذیل ہے:۔ وہ سنہ ۷۸ھ میں اور بقول لیث سنہ ۷۹ھ میں عبدالعزیز بن مومروان کی طرف سے افریقیہ کا والی بن کر آیا اور مغرب کو فتح کر کے تحائف عبدالعزیز کی خدمت میں پیش کئے۔ عبدالملک کی موت کے بعد ولید نے اس کو بہ دستور والی رکھا۔ اس نے اپنے بیٹے مروان کو طنجہ بھیجا۔ جو چندے مقیم رہ کر طارق

ابن زیاد کو وہاں چھوڑ کر واپس آگیا۔ یہ طارق آخر فتح اندلس کا ذریعہ ہُوا۔ سنہ ۹۲ھ میں جب ماہ رمضان المبارک کے اختتام میں دو راتیں باقی تھیں تو اتوار کے دن اسپین کی فوجوں سے کورۂ شذونہ کے مقام پر جنگ ہُوئی۔ عیسائیوں نے شکست کھائی۔ اور خود موسیٰ بن نصیر اپنے بیٹے عبداللہ کو افریقیہ میں قائمقام بنا کر رجب سنہ ۹۳ھ میں اندلس گیا۔ وہاں فتوحات حاصل کیں اور ولید کو لکھا کہ "یہ فتح نہیں بلکہ حشر ہے"۔ اب اپنے دوسرے بیٹے عبدالعزیز کو اندلس میں چھوڑ کر مشرق کو روانہ ہُوا + موسیٰ مصر ہی پہنچا تھا کہ ولید کی مرض موت کی اطلاع ہُوئی۔ مگر موسیٰ اِس کی زندگی میں دمشق پہنچا۔ اور اسی قصور پر سلیمان بن عبدالملک نے اس کو سزا دی اور ایک لاکھ دینار جرمانہ کیا۔ جو کچھ اس کے پاس تھا لے لیا۔ اور اس کو دھوپ میں کھڑا کیا۔ اس کا بیٹا سنہ ۹۷ھ میں قتل ہُوا۔ اور اس کا سر سلیمان کے پاس بھیجا۔ اس کے بعد اندلس کے لوگوں نے ایوب ابن اخت موسیٰ بن نصیر کو اپنا والی بنا لیا مگر کسی کی اطاعت قبول نہ کی + سلیمان نے حج کا ارادہ کیا اور موسیٰ کو ساتھ لیا۔ اسی سفر میں سنہ ۹۷ھ میں اس کا انتقال ہُوا + سلیمان بن عبدالملک نے سنہ ۹۶ھ میں رجاء بن حیوۃ کے مشورہ سے قریش کے مولا محمدؐ بن زید کو افریقیہ کا والی مقرر کیا۔ اور یہ سلیمان کی موت یعنی سنہ ۹۹ھ تک برابر والی رہا + (حلتہ السیرہ صفحہ ۳۲-۳۰۔ مصححہ ڈوزی مطبوعہ لیڈن سنہ ۱۸۵۱-۱۸۴۷ء) +

۲۔ **طنجہ**:- آبنائے جبل طارق پر یہ ایک قدیم شہر تھا اور ادریسی کے زمانے میں نہایت آباد اور بارونق تھا۔ بقول ابوالفدا یہاں کے لوگ بے وقوفی میں مشہور تھے + بربریوں کا قبیلہ صنہاجہ یہاں آباد تھا +

(ادریسی۔ مطبوعہ یورپ صفحہ ۱۶۹) +

۳۔ **طارق بن زیاد**۔ ادریسی نے اسے طارق ابن عبداللہ لکھا ہے۔ اور بعض اس کو طارق بن عمر لکھتے ہیں + مقری نے اُسے زیاد ابن عبداللہ لکھا ہے۔ اور یہ کہ وہ ایران کے شہر ہمدان کا رہنے والا تھا۔ اور اگرچہ اس کو موسیٰ بن نصیر کا مولا کہا جاتا ہے۔ مگر درحقیقت وہ قبیلہ صدف کا آزاد شخص تھا۔ کیوں کہ اس فتح سے قبل زیاد کی زندگی کے حالات بالکل معلوم نہیں +

۴۔ **بتر و برانس**:۔ بربریوں کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ملوک تبابعہ میں سے افریقس بن قیس صیفی نے جب مغرب اور افریقیہ پر حملہ کیا تو اس کو ایک عجمی قوم سے سابقہ پڑا + جب اس نے ان کی بے معنی اور ناقابل فہم زبان سنی اور اس کے اختلافات کو دیکھا تو کہا کہ "یہ عجیب بَربَر ہے" عربی زبان میں بَربَر بے معنی بکواس کو کہتے ہیں + چنانچہ کہتے ہیں بربر الاسد اسی لفظ سے اس قوم کا نام بربر پڑ گیا + علماء نسب اس امر میں متفق ہیں کہ بربر دو حصوں میں منقسم ہیں۔ برنس اور مادغس + موخرالذکر ابتر کہلاتا ہے اور اسی وجہ سے اس کی اولاد کو بتر کہتے ہیں۔ برنس کا قبیلہ برانس کہلاتا ہے + برنس اور مادغس دونوں بَر کی اولاد سے ہیں۔ مگر نسابین کا اس میں اختلاف ہے کہ آیا وہ دونوں ایک ہی باپ کے بیٹے ہیں یا نہیں + ابو محمد ابن حزم سے روایت کی گئی ہے کہ دونوں ایک باپ کی اولاد سے ہیں۔ مگر بربری نساب کہتے ہیں کہ برانس کا باپ برمازیغ بن کنعان کی اولاد سے ہے + اور بُتر کا بر قیس بن غیلان کی نسل سے + قبیلہ برانس کی سات شاخیں ہیں وہ ازداجہ۔ مصمودہ۔ اوریہ۔ عجیسہ۔ کتامہ۔ صنہاجہ۔ اوربغہ۔ ان پر لمطہ

ہسکورہ اور کزولہ کو بعض دفعہ زیادہ کردیا جاتا ہے + صنہاج اور لمط ایک عورت کی اولاد سے ہیں مگران کے باپ کا پتہ نہیں اسی عورت نے اوریغ سے نکاح کیا اور اس سے ہوارہ پیدا ہوا + کلبی کا بیان ہے کہ کتامہ اور صنہاجہ بربر نہیں بلکہ یمنی قبیلہ ہیں جن کو افریقس بن صیفی مغرب میں چھوڑ گیا تھا + بنو مادغس ابتر یعنی قبیلہ بُتّر کی شاخیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) اداسہ۔ (۲)۔ نفوسہ (۳) خریسہ (۴) بنو لوا الاکبر + یہ سب کے سب زحیک بن مادغس کی اولاد سے ہیں + اداس کے تمام بطون ہوارہ میں مل جاتے ہیں۔ کیوں اداس کی ماں نے زحیک کے بعد اوریغ والدہ ہوارہ سے نکاح کرلیا تھا + مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو کتاب تاریخ الاول الاسلامیہ بالمغرب۔ لابن خلدون۔ مصححہ ڈی سلین۔ مطبوعہ جزائر الغرب ۱۲۶۳ھ ۱۸۴۸ء جلد اول صفحہ ۱۰۷ وغیرہ وغیرہ) +

۵۔ سوس الادنی:۔ سوس کے علاقے کے شمال ہیں کوہستان اطلس۔ مشرق میں سرزمین دیرہ جنوب میں دریائے دیرہ + اور مغرب میں بحر اوقیانوس تھا + اس علاقہ کا شمالی حصہ سوس ادنے اور جنوبی حصہ سوس اقصے کہلاتا تھا + اس حصہ کا صدر مقام سوس الادنے یا سوسہ تھا۔ اس کے اور سوس الاقصے تین ماہ کی مسافت پر تھا۔ شہر ساحل پر آباد تھا۔ مسلمانوں نے یہیں سے اپنی مہم بھیج کر جزیرۂ صقلیہ کو فتح کیا تھا۔ مہدیہ اور سوسہ کے درمیان دو منزلوں کا فاصلہ تھا + ادریسی کے زمانے شہر بارونق تھا۔ اور تجارت اور خاصکر کپڑے کی منڈی تھا +

۶۔ قیروان۔ یہ نیا شہر ہے۔ اور مسلمانوں نے اپنے بچاؤ کے لئے سنہ ۵۰ھ میں اسے تعمیر کیا تھا + کیوں کہ ریگستان میں واقع تھا اس لئے

عربوں کے اونٹوں کے لئے خصوصیت سے موزون تھا + شہر کے اردگرد آبِ روان بالکل مفقود تھا۔ اور اس لئے پانی تالابوں میں جمع کیا جاتا تھا اور اسی کو لوگ استعمال کرتے تھے + قیروان مغرب کے عظیم الشان ترین شہروں میں سے تھا اور آخر میں تجارت کی منڈی ہو گیا + شہر کے گرد فصیل بھی تھی۔ جس کو آخر زیادۃ اللہ بن اغلب نے منہدم کرا دیا +

۷۔ **یلیان** ۔ عیسائی مورخین اس نام کو جولین ۔ اور مسلمان یلیان لکھتے ہیں۔ ابن عبدالحکم نے بلیان لکھا ہے۔ مگر یہ محض کاتب کی غلطی معلوم ہوتی ہے + اس شخص کے متعلق بہت سے ایسے سوالات ہیں جن کا حل اب تک نہیں ہوا + اسپین کے مورخ کہتے ہیں کہ یلیان یا جولین کوئی شخص کبھی تھا ہی نہیں + گیانگس تمام مورخین سپین کے مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ گیارہ صدی عیسوی کے قبل کے مصنف اگر کبھی جولین کا ذکر بھولے سے کر بھی دیتے ہیں تو زرریق سے اس کی متنازعہ کی طرف کبھی اشارہ نہیں کرتے + گیانگس کا یہ خیال جہاں تک عیسائی مورخین کا تعلق بالکل صحیح ہے۔ مگر مسلمان مورخوں میں سے عبدالحکم اور الذہبی جو نویں صدی عیسوی میں گذرنے ہیں اس کا ذکر کرتے ہیں۔ اور موخرالذکر اس کی اولاد کا پتہ بھی دیتا ہے۔ یہ دیکھتے ہوئے اسپینی مورخین کے اقوال کی وقعت بالکل جاتی رہتی ہے۔ کیونکہ اول تو ان میں اس زمانے کے متعلق بہت کم مواد ملتا ہے۔ اور دوسرے قدرتی طور پر ان کو اس امر کا احساس ہونا چاہیئے تھا کہ وہ یلیان کی بے ایمانی اور غداری پر پردہ ڈالیں۔ اور اس کے ذکر سے اپنی کتاب کو ناپاک نہ کریں + اس طرح جولین کے وجود میں کسی قسم کا شک نہیں کیا جا سکتا +

اب رہا اس کا تعلق۔ گوتھ حکومت کے ساتھ اور اس کی اصلیت کا معاملہ گیانگس اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ جولین مخلوط نسل سے تھا۔ اور اگر وہ گوتھ بادشاہوں کا تھوڑا بہت مطیع تھا مگر ان کی رعایا نہ تھا۔ گیانگس کے یہ دونوں نتائج محض قیاسی ہیں۔ کیوں ابن عبد الحکم اور الذہبی دونوں کے اقوال اس کے خلاف ہیں۔ اور اس وجہ سے گیانگس کا یہ خیال بھی یقین کے درجے سے ساقط ہے۔

مگر سوال یہ رہ جاتا ہے کہ آیا وہ کیا واقعہ تھا جس کے ضمن میں جولین کا نام سب سے پہلے تاریخ میں آیا۔ گیانگس کہتا ہے کہ بکری۔ ادریسی ابن حیان ابن خلدون۔ اور اندلس کے بہترین مسلمان مورخ بیان کرتے ہیں کہ جب عقبہ بن نافع نے مغربی افریقیہ پر حملہ کیا تو سبتہ کا گورنر جس نے اس کے بعد طارق کو اندلس میں داخل کیا تھا یعنی یلیان اس کے ملنے کے لئے باہر آیا۔ اور تحائف دے کر اس کو اس بات پر رضامند کر لیا کہ شہر اور جاگیروں کو عیسائیوں کے پاس چھوڑ دے۔ مگر یہ بیان عبد الحکم اور مقری کے بیانات سے بالکل مختلف ہے۔ کیوں کہ ان دونوں مورخوں کا خیال یہ ہے کہ طنجہ سب سے پہلی مرتبہ موسیٰ بن نصیر نے فتح کیا تھا۔ وائل سب سے پہلا شخص ہے جس نے اس اختلاف پر نظر ڈالی اور بتلایا کہ یلیان کے متعلق یہ مسائل ایسے ضروری ہیں کہ ان کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ مگر بہر حال ہمارا پھر بھی یہی خیال ہے کہ اس نے ابن عبد الحکم کی رائے کو بہت زیادہ اہمیت دیدی ہے۔ اور دوسرے جلیل القدر مورخین کے اقوال کو بغیر کافی ثبوت کے مسترد کر دیا ہے۔ اور یہ نہیں بتایا کہ کیا وجہ تھی کہ انہوں نے عقبہ ابن نافع اور موسیٰ بن نصیر نے حملوں کو ایک ہی سمجھ لیا۔ حالانکہ

ان دونوں واقعات میں (۲۸) برس کا فاصلہ ہے + وائل نے اپنے دعوے کے ثبوت میں ذیل کی تین دلیلیں پیش کی ہیں:۔

ا ۔ مقری اور ابن عبد الحکم صریحاً بیان کرتے ہیں کہ موسی بن نصیر سب سے پہلا عرب والی تھا جو طنجہ میں داخل ہوا +

ب ۔ عقبہ بن نافع اور موسی بن نصیر کے حملے بالکل مختلف صورت حالات میں کئے گئے تھے۔ پہلے موقع پر یلیان برضا و رغبت فاتح سے ملنے کے لئے آیا ہے اور اس کو تحائف دئے ہیں۔ دوسرے موقع پر اس نے موسیٰ کا مقابلہ کیا ہے +

ج ۔ اندلس کے حملہ کا ذکر کرتے ہوئے مسلمان مورخ یہ ظاہر نہیں کرتے کہ یلیان سے وہ پہلے واقف تھے۔ اور یہ بالکل نہیں معلوم ہوتا کہ (۲۸) برس تک اس کے اور عربوں کے تعلقات رہے تھے +

ان دلائل میں سے پہلی دلیل سب سے زیادہ اہم ہے۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ابن عبد الحکم نے موسیٰ کے طنجہ پر پہلے حملہ آور ہونے کو بیان کرنے کے بعد یہ بھی کہا ہے کہ ایک روائیت کے مطابق اس نے اپنے بیٹے مروان کو وہاں بھیجا تھا۔ اور وہ طارق بن زیاد کو وہاں چھوڑ کر واپس آگیا تھا + اور ہم کو اختیار ہے کہ ہم جس روائیت کو چاہیں لے لیں + مگر بہر حال یہ معلوم ہوتا ہے کہ عقبہ بن نافع کی فتح طنجہ ایسی وقیع نہ تھی کہ اس کا ذکر کیا جائے + اور اسی وجہ سے مورخین اس واقعہ کا ذکر بالکل نہیں کرتے اور موسیٰ بن نصیر کے وقت یلیان کا نام تک بھول جاتے ہیں + اور خود یلیان نے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ عقبہ بن نافع سے صرف صلح کرنے کے لئے دوستی پیدا کی تھی اور اس کی یہ دوستی ایسی تھی کہ مسلمان اس کو بھول گئے اور جب

موسیٰ نے طنجہ پر حملہ کیا ہے تو وہ ان کا ویسا ہی دشمن تھا جیسا کہ پہلے +

اب رہا یہ کہ یلیان کا تعلق سپین اور افریقیہ سے کیا تھا۔ اس کے متعلق بھی مختلف اقوال ہیں + عام خیال یہ ہے کہ وہ ایک سوداگر تھا اور جو تجارت سپین اور افریقیہ کے درمیان ہوئی تھی اسی کی وساطت سے ہوئی تھی + معلوم یہ ہوتا ہے کہ وہ افریقیہ کے ساحل پر اسپین کی نوآبادی کا گورنر تھا۔ کیونکہ یہ یقینی ہے کہ گوتھ قوم نے اس ساحل پر مدت سے اپنے قدم جمار کھے تھے +

اسپین کے بادشاہ کے ساتھ اس کے تعلق کے نسبت صرف یہ کہنا ضروری ہے کہ وہاں ایک قاعدہ تھا کہ تمام امراء اور عمال اپنی بیٹیوں کو شاہی دربار میں تربیت اور تعلیم کے لئے بھیجا کرتے تھے۔ یلیان نے بھی ایسا ہی کیا اور یہاں جب بادشاہ اس کی خوشی سے اپنی خواہش پوری نہ کر سکا تو اس نے زبردستی اس کی عصمت خراب کی + باپ اس بے عزتی کی تاب نہ لا سکا اور بدلے کے طور پر عربوں کو ملک میں داخل کر دیا + وائل نے بالکل صحیح لکھا ہے کہ یہ باور کرنے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ عربوں نے خصوصیت سے بلا سبب اس حکائیت کو گھڑ لیا تھا۔ مگر یہ ممکن ہے کہ انہوں نے غلطی سے اس ایک بات کو عربوں کے اسپین پر حملہ کی وجہ قرار دے لی ہو + (نوٹ ۵۔ از ڈاکٹر جونسز (ماخوذ)

فتح اندلس میں مولانا
شرر لکھنوی کے
ناول کو دیکھیں ۱۲

۸۔ **سبتت**۔ اس شہر کی دو وجہ تسمیہ بیان کی جاتی ہیں۔ اول یہ کہ اس کا نام سبت سے مشتق ہے اور دوسرے سبت سام ابن نوح کی اولاد میں سے تھا۔ اور اس کے نام پر اس کا یہ نام ہو گیا + یہ شہر بحر زقاق۔ یعنی جبل طارق پر واقع ہے اور بحر محیط اور بحیرۂ روم دونوں

سے اس کا تعلق ہے اسی وجہ سے اندلس اور افریقیہ دونوں کے باشندے وہاں آتے جاتے ہیں + شہر سات پہاڑیوں پر آباد تھا۔ اپنے باغات۔ نہروں اور دوسرے سیر و سیاحت کی جگہوں کے لئے مشہور تھا + بقول ابوالفدا اگر مطلع صاف ہو تو وہاں سے کھڑے ہو کر اندلس کا جزیرۃ الخضراء دیکھا جا سکتا تھا + (مزید حالات کے لئے ملاحظہ ہو ابن عذاری مراکشی کی بیان المغرب جلد اول صفحہ ۲۱۰ الخ مطبوعہ یورپ سنہ ۱۸۵۸ھ)

۹۔ **الخضراء**:۔ بستہ کے مقابل اندلس کے ساحل پر واقع تھا۔ اور بقول ابوالفداء وہاں کے بہترین بندرگاہوں میں سے تھا۔ شہر کے باہر وادی عسل بہتا تھا۔ اور سمندر اور خشکی دونوں کے بہترین چیزیں وہاں میسر آ سکتی تھیں + شہر میں بے شمار حمام۔ شفاخانے۔ مدرسے۔ اور مساجد تھیں۔ اسی مقام پر مسلمان سب سے پہلے اندلس میں داخل ہوئے تھے +

۱۰۔ **تلمسین**:۔ کوہستان سبر سطین کے دامن میں ایک نہایت مشہور شہر تھا + فصیل شہر میں تیرہ دروازے تھے + دولت اور تجارت کے لحاظ سے افریقیہ کے تمام شہروں سے بڑھا ہوا تھا + بقول ادریسی تلمسین سے تاہرت چار منزلوں کی مسافت تھی + شہر چاروں طرف سے باغات اور انہار سے گھرا ہوا تھا +

۱۱۔ **قرطاجنہ**۔ اندلس میں تدمیر کے اعمال کا ایک شہر تھا + اسی نام کا ایک قدیم افریقیہ میں بھی تونس کے قریب تھا جو اب برباد پڑا ہوا ہے +

۱۲۔ **شدونہ**۔ عربوں میں دو شہر شدونہ کے نام سے مشہور ہیں:۔ (۱) مدینہ سدونیہ اور (۲) زرزیر + مگر موخر الذکر شہر آٹھویں یا نویں

صدی میں شدونہ کہلاتا تھا۔ اس کے برخلاف مدینہ سدونیہ ہمیشہ سے شدونہ کہلاتا رہا ہے + اور عربوں اور عیسائیوں کی لڑائی کبھی اسی مقام پر ہوئی تھی + یہ شہر اشبیلیہ کے علاقے میں سب سے زیادہ بارونق اور زراعت کا شہر تھا +

۱۳۔ **لدریق:۔** اس کے خاندان اور گذشتہ زندگی کے متعلق کچھ صحیح طور پر معلوم نہیں + بعض روایات کے مطابق وہ بادشاہ ہونے سے پہلے جنرل تھا۔ مگر بادشاہ ہونے کی صحیح تاریخ بھی موہوم ہے اور یہ بھی معلوم نہیں کہ اس نے کتنے دن حکومت کی + فرنل کے قول کے مطابق وہ ۱۵۔ فروری ۷۰۹ء کو تخت پر بیٹھا تھا۔ ۲۵۔ جولائی ۷۱۱ء کو مسلمانوں کے مقابلہ میں کام آیا + لدریق کے پیشرو وٹیزیا کے متعلق کہا جاتا ہے کہ (۱) زندگی میں ہی اس کو تخت سے اتار کر گوتھ قوم نے لدریق کو بادشاہ مان لیا تھا۔ اور (۲) دس حکومت لڑکے ۷۰۸ء میں مرا اور اب گوتھ نے لدریق کو بادشاہ منتخب کر لیا + (۳) یہ کہ لدریق نے وٹیزیا کے بیٹوں کی کم سنی کے زمانہ میں تخت شاہی غصب کر لیا تھا + ان کی تعداد دو یا تین بیان کی جاتی ہے۔ اور اسپینی عیسائی مورخ کے قول کے مطابق اُنہوں نے یلیان کے پاس سبتہ میں پناہ لی تھی اور عربوں کی مدد کی تھی + یہ ہو سکتا ہے کہ یلیان نے محض ان شاہزادوں کی دوستی کی وجہ سے عربوں کی مدد کی ہو۔ لیکن اگر ہم یہ مان لیں اور اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں کہ یلیان کی بیٹی کو بادشاہ کی طرف سے صدمہ پہنچا تھا تو یہ ممکن ہے کہ یلیان نے دوستی اور دشمنی دونوں کے جذبات سے متاثر ہو کر یہ کام کیا ہو + بعض کا خیال یہ بھی ہے کہ وٹیزیا کے یہ

بیٹے بطور خود موسیٰ کے پاس افریقیہ گئے اور اس سے معاہدہ کیا تھا کہ ان کے باپ کی وراثت پھر ان کو دلادی جاتی + چونکہ ان کا خیال تھا کہ لوٹ مار ہی ان عربوں کے لئے کافی ہوگی + یہ معاہدہ کر کے وہ سپین واپس آگئے۔ اور جنگ کے دن دشمن سے جا ملے + مگر یہ خیال صحیح نہیں معلوم ہوتا +

۱۷- **مائدہ سلیمان بن داؤد** - اس کے متعلق تین خیال ہیں:-

(۱) گبن اور پروکوپیس کا خیال ہے کہ جب یہ مائدہ درحقیقت حضرت سلیمان ہی کا تھا اور جب ٹیٹس رومی نے بیت المقدس کو لوٹا ہے تو اس کو روم لے آیا تھا۔ اور گوتھ قوم نے روم کی لوٹ میں اسے حاصل کر کے اندلس پہنچایا + (۲) بعض عرب مورخین کہتے ہیں کہ یہ میز وہ یہودی اپنے ساتھ اندلس لائے تھے اور بیت المقدس کی تباہی کے بعد وہاں سے منتشر ہوکر یہاں آگئے تھے + (۳) ابن حیان کا قول ہے کہ یہ میز اس روپیہ سے تیار ہوئی تھی جو بادشاہ اور امراء کلیسا کو دیا کرتے تھے تاکہ اس سے اسی قبیل چیزیں بنائی جائیں۔ اس میز پر ہر بادشاہ نے تھوڑا بہت روپیہ صرف کیا اور اس طرح رفتہ رفتہ یہ نہائیت قیمتی ہوتی گئی +

ان تینوں خیالات میں تیسرا خیال سب سے زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ ممکن ہے کہ میز کی شان اور قیمت کو دیکھ کر اسے حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف منسوب کر دیا گیا ہو + افسوس ہے کہ پروکوپیس اور گبن نے میز کی ابتدائی تاریخ پر کوئی روشنی نہیں ڈالی۔ اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ رومی اُسے بیت المقدس سے اُٹھا لائے تھے + ابن عبدالحکم کہتے ہیں کہ میز فراس کے مقام پر ملی۔ اور طبری کا خیال ہے

کہ طلیطلہ کے مقام پر + ان متضاد روایات کو اسی طرح ایک دوسرے سے مطابق کیا جا سکتا ہے کہ یہ سمجھ لیا جائے کہ میز پہلے طلیطلہ میں تھی اور وہاں سے کسی دوسرے مقام پر منتقل ہو گئی تھی + گیانگس کا خیال ہے کہ میز مدینۃ المیدا کے مقام پر دستیاب ہوئی تھی۔ اور ابن عبدالحکم نے فرانس کا جو حال لکھا وہ اس کے بالکل مطابق ہے۔ اور اسی لئے گیانگس کا یہ قیاس صحیح معلوم ہوتا ہے +

۱۵۔ **لیث بن سعد**۔ ابوالحارث لیث بن سعد بڑے مشہور محدث تھے۔ وہ سنہ ۹۲ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۷۵ھ میں قدیم قاہرہ کے مقام انتقال کیا +

۱۶۔ **عبدالعزیز بن موسیٰ بن نصیر**:۔ یہ سنہ ۹۵-۹۷ھ تک اندلس کا والی رہا۔ ابن عبدالحکم کے قول کے مطابق اس نے لدریق کی بیٹی سے شادی کی + بعض عرب مورخ اس کو لدریق کی بیوہ بتاتے ہیں + ابن قوطیہ نے اس کا نام ام عاصم لکھا ہے۔ اور بعض مورخ ایلہ لکھتے ہیں + مزید کی فتح میں یہ عربوں کے ہاتھ لگی اور موسیٰ کے حصے میں آئی + ابن عبدالحکم کے بیان میں عبدالعزیز بن موسیٰ کی موت کی وجہ خاص طور پر قابل غور ہے + مقری کے قول کے مطابق اس کو فوج کے لوگوں نے قتل کیا تھا +

۱۷۔ **یزید بن مہلب**:۔ یہ اس مشہور مہلب ابن ابی صفرہ کا بیٹا تھا جس نے عبدالملک بن مروان کے زمانے پہلے حضرت عبداللہ بن زبیر اور پھر عبدالملک کی ماتحتی میں خارجیوں کی سرکوبی کی اور سلطنت اسلام کو ان سے نجات دلائی + باپ کے مرنے کے بعد یزید بھی برطرف کر دیا گیا۔ مگر سلیمان کے زمانے میں پھر عروج پکڑا۔ اور خراسان کا گورنر

مقرر کیا گیا۔ اور سلطنت کا بڑا آدمی ہوگیا۔

۱۸۔ **یزید بن ابی مسلم** ۔ طبری کے خیال کے مطابق اس کو ۱۰۲ھ میں اس کی گارڈ کے لوگوں نے اس وجہ سے قتل کیا تھا تو ان لوگوں کو جو سواد کے رہنے والے تھے نکال کر دوسروں کو مقرر کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے انہوں نے ناراض ہو کر محمد بن یزید کو دوبارہ مقرر کر لیا اور اس کو قتل کر دیا۔ خلیفہ نے بھی اس انتخاب کو منظور کر لیا۔ ابن خلدون کے خیال کے مطابق اس کے قاتل خوارج تھے۔

۱۹۔ **عنبسہ ابن سحیم الکلبی** :۔ اس کے متعلق دو سوالات قابل حل ہیں :۔ (۱) یہ کب اندلس کا والی ہوا اور (۲) اس کے پیشرو کا کیا نام تھا۔ وائل نے ابن عبد الحکم کے بیان کو صحیح مان کر یہ خیال کر لیا ہے۔ کہ عنبسہ ہشام کے زمانہ میں ۱۰۵ھ میں والی ہوا تھا۔ مگر اس کے سوا اور باقی تمام مورخ دوسری تاریخ لکھتے۔ یہی بیان زیادہ قرینِ قیاس معلوم ہوتا ہے کیونکہ :۔

(۱) ابن عبد الحکم نے ۹۷-۱۰۵ھ تک اندلس کے حالات بالکل نہیں لکھے۔ اور عنبسہ کے زمانے کے متعلق صحیح نتیجہ پر پہنچنے کے لئے ضروری ہے کہ اِن آٹھ برس کے حالات پر روشنی ڈالی جائے۔ اور یہ حالات صرف اِن مورخین نے لکھے ہیں۔ جن کی اس معاملے کے متعلق شہادت اس کے مخالف ہے۔

(۲)۔ ابن عبد الحکم کے رسالے میں عنبسہ کے زمانے کے جو واقعات لکھے ہیں وہ ان تاریخوں کے بالکل مطابق نہیں جو اس کے پیشروؤں کے لئے متعین کی جاتی ہیں۔ اسامہ سنہ ھ میں اندلس کا والی ہوا۔ اور

سنہ ۱۰۳ھ میں اور بقول بعض سنہ ۱۰۲ھ میں مرا۔ اس کے چھ ماہ تک عبدالرحمٰن والی ہوا۔ اور اس کے بعد اس کو معزول کر کے عنبسہ کو مقرر کیا گیا۔ یہ واقعہ سوائے ابن عبدالحکم کے سب سنہ ۱۰۳ھ کا بتاتے ہیں۔ اور اس طرح ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ عنبسہ سنہ ۱۰۵ھ میں نہیں بلکہ سنہ ۱۰۳ھ میں اندلس کا والی مقرر ہُوا تھا۔

اب رہا اس کے پیشرو کا مسئلہ۔ ابن عبدالحکم اور رازی کہتے ہیں حُر بن عبدالرحمٰن کے بعد عنبسہ کا گورنر ہُوا تھا۔ اور باقی سب کا خیال یہ ہے کہ عبدالرحمٰن اس زمانے میں گورنر تھا۔ اس کا جواب صرف یہی ہو سکتا ہے کہ اِن دونوں مورخوں نے حُر بن عبدالرحمٰن اور عبدالرحمٰن کو ایک فرض کر لیا ہے۔ اور اس وجہ سے یہ غلطی کی ہے۔ ورنہ حقیقت اور تمام دوسرے مورخین کے قول کے مطابق عبدالرحمٰن ہی عنبسہ کے والی ہونے سے پہلے اندلس کا گورنر تھا۔

۲۰۔ **عبیدہ بن عبدالرحمٰن القیسی:۔** یہ سنہ ۱۱۰ – ۱۱۵ھ تک افریقیہ کا والی رہا۔ ابن خلدون کے بیان کے مطابق سنہ ۱۱۴ھ میں عقبہ بن قدامہ کو افریقیہ میں قائم مقام بنا کر مشرق واپس چلا گیا تھا۔ یہ سنہ ۱۱۶ھ تک والی رہا۔ اس کو معزول کر کے عبیداللہ بن الحجاب مقرر کیا گیا۔ ابن قوطیہ نے لکھا کہ موخرالذکر بشر بن صفوان کے بعد والی ہُوا تھا۔ اور سنہ ۱۱۰ – ۱۲۳ھ تک حکومت کی۔ مگر ابن قوطیہ نے غالباً یہاں پھر یہ غلطی کی ہے کہ عبیدہ اور عبیداللہ دونوں ناموں میں تفریق قائم نہیں رکھی۔

۲۱۔ **مستنیر۔** عمیدہ بن عبدالرحمٰن بن حکیم بن امیہ بن حارثہ بن اوقص ذکونی سلمی کو جو ابوالاعور سلمی کا بھائی تھا ہشام بن عبدالملک

بن مروان نے افریقیہ اور اندلس کا والی ماہ صفر اور بقول بعض ماہ محرم سنہ ۱۱۰ھ میں مقرر کیا چنانچہ وہ افریقیہ گیا اور سنہ ۱۱۱ھ (بقول صاحب کتاب المونس سنہ ۱۱۰ھ) میں اس نے مستنیر بن حجاب الجوشی (بقول صاحب کتاب المونس مستنیر بن حارث) کو ایک سو اسی جہاز دے کر جنگ کی غرض سے صقلیہ روانہ کیا۔ اس نے ان کا محاصرہ کیا۔ مگر اس کو موسم سرما نے آلیا۔ اور وہ نہایت اچھے موسم میں واپس روانہ ہوا لیکن ایک تند و تیز ہوا سے بیڑا تہ و بالا ہو گیا۔ اور صرف سترہ جہاز سلامت بچے۔ وہ جہاز جس میں مستنیر خود سوار تھا، طرابلس کے ساحل پر آ لگا۔ اور عبیدہ نے اپنے عامل طرابلس یزید بن مسلم کندی کو لکھا کہ مستنیر کی مشکیں کر کے چند معتبر آدمیوں کے ہمراہ اسے اس کے پاس بھیج دے جب وہ قیروان آیا تو اسے سخت سزا دی اور گدھے پر سوار کرا کے اس کو شہر میں گشت کرایا اور ہر جمعہ کو اسے پٹواتا رہا۔ اس تمام سزا کی وجہ یہ تھی کہ مستنیر اس وقت تک بلاد روم میں ٹھیرا کہ سردی آ گئی۔ اور سمندر کی موجیں اور ہوائیں تند ہو گئیں۔ عبیدہ کے واپس جانے تک وہ برابر قید رہا، (بیلیٹوٹیکا اربو۔ سکیولا۔ بجامعہ اماری جلد اول صفحہ ۵۲۶ و ۶۶۲)

۲۲۔ عبدالحکم نے اس کے دوبارہ امیر اندلس ہونے کی تاریخ نہیں لکھی، مگر مقری نے ابن حیان سے نقل کیا ہے کہ یہ صفر سنہ ۱۱۳ھ کا واقعہ ہے اور یہ کہ اس کو مغربی افریقیہ نے والی ابن حجاب نے مقرر کیا تھا (ترجمہ گیانگس جلد ۲۔ صفحہ ۳۲۶)، اصل یہ ہے کہ عربی تاریخوں میں عنبسہ کی حکومت سے لے کر عبدالرحمٰن کی ولائیت تک کے حالات

بالکل ناقص ہیں۔ اور خود عنبسہ کی موت یا عزل کی تاریخ بھی صحیح طور پر متعین نہیں ہو سکتی۔ اور اس کے جانشینوں کے حالات بالکل پردۂ اخفا میں ہیں۔ اِبن قوطیہ نے ان کے نام لکھے ہیں مگر عرصۂ حکومت نہیں لِکھی +

۲۳-عبدالملک بن قطن۔ اس کو عبدالرحمٰن کی موت کا بدلہ لینے کے لئے اندلس بھیجا گیا تھا۔ مقری (گیانگس جلد ۲ صفحہ، ۳) نے لکھا ہے کہ وہ رمضان سنہ ۱۱۴ھ میں والی اندلس ہُوا تھا۔ مگر یہ یقینی ہے کہ عبدالرحمٰن کی موت کے چند ماہ بعد ہی اس کا تقرر عمل میں آیا ہو گیا۔ اور اس لئے یہ تقرر یقیناً سنہ ۱۱۵ھ میں ہوا۔ اور افریقیہ میں عبیداللہ کے ولایت تک وہ اندلس کی حکومت پر برقرار رہا + سنہ ۱۱۶ھ میں وہ معزول ہُوا اور عقبہ بن حجاج والی مقرر کیا گیا +

۲۴-عبیدالله بن حبحاب۔ یہ سنہ ۱۱۶-۱۲۳ھ تک افریقیہ کا والی رہا + ابن خلدون نے لکھا ہے کہ عبیدالله سنہ ۱۱۴ھ میں افریقیہ آیا + اس کے اور نویری کے قول کے مطابق بربریوں کی بغاوت کا آغاز سنہ ۱۲۳ میں نہیں بلکہ سنہ ۱۲۲ھ میں ہُوا۔ مگر ابن عبدالحکم کے مطابق یہ سنہ ۱۲۳ھ کا ہی واقعہ ہے + ابن قوطیہ کا بیان ہے کہ عربوں کی شکست کی وجہ سے خلیفہ ہشام بن عبدالملک نے عبیداللہ کو معزول کر کے کلثوم بن عیاض کو مقرر کیا اور حکم دیا کہ تمام بربری قوم کو برباد کر دیا جائے +

۲۵-عقبہ بن حجاج۔ اس کے عرصہ حکومت۔ اور موت کے سبب میں مورخین کا اختلاف ہے۔ ابن قوطیہ کہتا ہے کہ اندلس میں عبدالملک کے طرفداروں نے بغاوت مچائی۔ اور اسی سبب سے عقبہ معزول ہُوا + اور کیونکہ اندلس کے بربری

افریقیہ میں اپنے بھائی بندوں کی کامیابی کی خبر سن کر باغی ہوئے تھے عقبہ کی معزولی یقیناً سنہ ۱۲۳ھ میں واقع ہوئی ہوگی۔

۲۶۔ **کلثوم بن عیاض** ۔ رمضان سنہ ۱۲۳ھ میں افریقیہ کا والی ہوا۔ اور صرف چند مہینے حکومت کی ایک روائیت کے مطابق وہ سنہ ۱۲۴ھ میں قتل ہوا۔ اس لئے بعض مورخین کا خیال ہے کہ وہ بربریوں کی پہلی لڑائی میں اور بعض کا خیال ہے کہ دوسری لڑائی میں کام آیا بربریوں کے سپہ سالار کے نام میں بھی اختلاف ہے۔ بعض لوگ اس کا قاتل میسرہ کو ٹھیراتے ہیں اور بعض خالد بن حمید کو۔ ابن خلدون نے یہ دونوں نام لکھے ہیں۔ مگر ابن عبدالحکم نے صریحاً میسرہ ہی کو بربریوں کا سپہ سالار اور کلثوم کا قاتل بتایا ہے۔ ابن قوطیہ نے لکھا ہے کہ بربریوں کے سردار میسرہ اور خالد بن حمید الزناتی تھے۔

۲۷۔ **اطرابلس** ۔ اس نام کا ایک شہر شام میں بھی ہے اور ان دونوں میں تفریق کرنے کے لئے افریقیہ کے اطرابلس کو اطرابلس الغرب کہا جاتا ہے قیروان کے مشرق میں اطرابلس آخری شہر تھا۔ اور اس کے آگے اسکندریہ تک کوئی ایسا شہر نہ تھا جہاں حمام ہوں۔ شہر ساحل سمندر پر پہاڑ پر واقع ہے۔ بندرگاہ ہے۔ اور قدیم فصیل شہر سے گھرا ہوا ہے۔

۲۸۔ **قابس** ۔ یہ شہر افریقیہ کا دمشق کہلاتا ہے۔ شہر میں سے دو دریا بہتے ہیں۔ اور افریقیہ میں بعض میوؤں کے لئے مشہور ہے۔ ساحل سمندر سے تین میل اور غداس سے چودہ میل کے فاصلے پر ہے۔ جہاز اس کے دریا میں داخل ہوتے ہیں۔

۲۹۔ **سبیبہ** ۔ قیروان سے ایک منزل کی مسافت پر ایک قدیم شہر ہے۔ اور اسکے گرد پتھر کی بنی ہوئی ایک فصیل ہے۔ بڑا آباد شہر تھا جس میں بہت سے بازار اور سرائے وغیرہ تھے۔ اس کے گرد باغات اور سیر و تفریح کے مقامات بکثرت تھے۔

۳۰۔ **صفریہ یا زیادیہ** ۔ یہ خارجیوں کا ایک فرقہ تھا اور زیاد ابن اصفر کا پیرو تھا۔ چند باتوں میں ان کو ازارقہ۔ نجدات۔ اور اباضیہ سے اختلاف تھا۔ مثلاً

جنگ سے باز رہنے والوں کو یہ کافر نہیں مانتے + ازارقہ نے رجم کی سزا کو اس لئے اُٹھا دیا تھا کہ قرآن شریف میں اس کا ذکر نہیں۔ لیکن صفریہ اس سزا کو جائز مانتے تھے + مشرکین کے بچوں کے قتل۔ تکفیر اور تخلید اِن مانِ جائز نہ تھی۔ ان کا قول تھا۔ تقیہ قول میں ہے مگر عمل میں نہیں + وہ چور عیب جو۔ زنا کرنے والے کو سارق۔ قاذف اور زانی کہتے تھے نہ کہ کافر + مگر ایسے گناہ کبیرہ جن کے لئے حد مقرر نہ تھی ان کو بہت اہمیت دیتے تھے۔ مثلاً تارک صلاۃ ان کے عقیدے کے مطابق کافر تھا

۳۱۔ اباضیہ۔ یہ بھی خارجیوں کا ایک فرقہ ہے۔ ان کے سردار عبداللہ بن اباض نے بنوامیہ کے آخری خلیفہ مروان (ثانی) بن محمدؐ کے زمانہ میں خروج کیا + عبداللہ بن محمدؐ بن عطیہ کو اس کے خلاف بھیجا گیا۔ اور قبالہ کے مقام پر دونوں کی جنگ ہوئی + اس کا قول تھا کہ اہل قبلہ میں سے ہمارے مخالف کافر ہیں مشرک نہیں ان کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے اور وراثت حلال۔ اس کے علاوہ جنگ کے زمانہ میں اس کے مال۔ ہتھیار وغیرہ لوٹ لینا حلال ہے + اور اس کے سوا سب حرام ہے۔ خفیہ طور پر ان کو قتل کرنا اور قیدی بنانا بھی حرام ہے۔ مگر اس حالت میں کہ کھلم کھلا جنگ شروع ہوجائے + مسلمان مخالفوں کے مقامات سوائے شاہی چھاؤنی کے دار توحید ہیں۔ مگر چھاؤنی دار بغی ہے + انہوں نے اپنے دوستوں کے خلاف اپنے مخالفوں کی شہادت کو بھی جائز رکھا ہے + مرتکبین کبائر کے متعلق ان کا خیال ہے کہ وہ موحد ہیں مومن نہیں + (خارجیوں کے متعلق مزید تفصیل کے ملاحظہ ہو۔ کتاب الملل والنحل مصنفہ شہرستانی۔ مصححہ کیورٹن۔ مطبوعہ یورپ سنہ ۱۸۴۶ھ صفحہ ۱۰۳-۸۵) +

۳۲۔ عبدالرحمن بن حبیب:۔ یہ شخص نافع ابن عقبہ فاتح افریقیہ کی اولاد میں سے تھا۔ اس کا شجرۂ نسب یہ ہے:۔ عبدالرحمن بن حبیب

بن ابوعبیدہ بن عقبہ بن نافع الفہری + یہ بنو امیہ کا آخری اور بنو عباس کا پہلا والی افریقیہ تھا + ۱۲۳ھ میں کلثوم بن عیاض کے بربریوں کے ہاتھ قتل ہو جانے کے بعد یہ اور بلج بن بشر بن عیاض القشیری اکابر اہل شام کے ساتھ اندلس آ گئے یہاں عبدالرحمٰن نے ملک پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کی اور حنظلہ بن صفوان الکلبی کی طرف سے ابو الخطار حسام بن ضرار کلبی کے ۱۲۵ھ میں اندلس کے والی بن کر آنے تک برابر اسی کوشش میں رہا۔ مگر اب اس سے ڈرا اور خفیہ طور پر وہاں سے بھاگ کر تونس آیا۔ ۲۷ رجمادی الآخر ۱۲۶ھ میں خلیفہ ولید بن یزید بن عبدالملک کے قتل تک وہیں مقیم رہا۔ اس کے بعد اس نے لوگوں کو اپنے نفس کے لئے دعوت دی اور وہ سب اس سے مل گئے۔ آخرکار وہ ۱۲۷ھ افریقیہ کا والی ہوا۔ اور دس برس چند ماہ حکومت کر کے ۱۳۷ھ میں مرا، وہ اپنے رعب و داب کے علاوہ بڑا فصیح و بلیغ + خطیب اور مغرب کے عربوں کے سرداروں اور بزرگوں میں سے تھا +

۳۳۔ **سُرت** :۔ ساحل سمندر سے دو میل کے فاصلے پر ایک قدیم شہر تھا۔ جس کو عربوں نے برباد کر دیا تھا ادریسی کے زمانہ میں اس کے گرد مٹی کی ایک فصیل تھی + اس کے پرانے کھنڈروں میں عربوں کی بستی تھی + یہاں سے مصر کے فیوم کو راستہ جاتا تھا +

تمام شد تاریخ فتح اندلس مع متن و تعلیقات

٤٨٦

ذکر فتح الاندلس

قال ووجّه موسى بن نُصَير ابنه مروان ابن موسىٰ الى طَنْجَه مرابطًا على سلطها فجهد هو واصحابه فانصرف وخلف على جيشه طارق بن عمرو وكانوا الفًا وسبعماية ويقال بل كان مع طارق اثنى عشر الفا من البربر الا ستة عشر رجلًا من العرب وليس ذلك بالصّحيح ويقال ان موسٰى ابن نُصَير خرج من افريقية غازيًا الى طنجه وهو الاول من نزل طنجه من الولاة وبها من البربر بطون من البُتر والبِرَانس ممن لم يكن دخل الطاعة فلما دنا من طنجه بث السرايا فانتهت خيله الى السوس الادنى فوطيهم وسباهم وادوا اليه الطاعة وولى عليهم واليا احسن فيهم السيرة ووجّه ابن بشر بن ابى آرطاه الى قلعة من مدينة قيروان على ثلثة ايام فافتتحها وسبا الذرية وغنم الاموال فسُميت قلعة بشر فهى لا تعرفُ الا به الى اليوم ثم ان موسى عزل الذى كان استعمله على طنجه وولى طَارق ابن زِيَاد ثم انصرف الى قيروان وكان

طارق قد خرج بجارية له يقال لها ام حكيم فاقام طارق
هنالك مرابطاً زمانا وذلك فى سنة ثنتين وتسعين وكان
المجاز الذى بينه وبين اهل الاندلس عليه رجل من
العجم يقال له يليان صاحب سبتة وكان على مدينة
على المجاز الى الاندلس يقال لها الخضرا مما يلى طنجه و
كان يليان يودى الطاعة الى لذريق صاحب الاندلس
وكان لذريق يسكن طليطلة فراسل طارق يليان و
لاطفه حتى تهاديا وكان يليان قد بعث بابنة له الى
لذريق صاحب الاندلس ليودبها ويعلمها فاحبلها
فبلغ ذلك يليان فقال لا ارى له عقوبة ولا مكافاة
الا ان ادخل العرب عليه فبعث الى طارق انى مدخلك
الاندلس وطارق يومئذ بتلمسين وموسى بن نصير
بالقيروان فقال طارق لا اطمأن اليك حتى تبعث الى
برهينة فبعث بابنتيه ولم يكن له ولد غيرهما
فاقرهما طارق بتلمسين واستوثق منهما ثم خرج طارق
الى يليان وهو فى سبتة على المجاز ففرح به حين قدم عليه
فقال له انا مدخلك الاندلس وكان فيما بين المجازين
جبل يقال له اليوم جبل طارق فيما بين
سبتة والاندلس فلما امسى جاءه يليان بالمراكب فحمله
فيها الى ذلك المجاز فاكمن فيه نهاراً فلما امسى رد المراكب
الى ما بقى من اصحابه فحملوا اليه حتى لم يبق منهم

احد ولا يشعر بهما اهل الاندلس ولا يظنون الا
ان المراكب تختلف به من منافعهم وكان طارق فى آخر
فوج ركب فجاز الى اصحابه وتخلف يليان ومن كان
معه من التجار بالخضراء ليكون اطيب لانفس اصحابه
واهل بلده وبلغ خبر طارق ومن معه اهل الاندلس
ومكانهم الذى هم به وتوجه طارق فسلك باصحابه
على قنطرة من الجبل الى قرية يقال لها قرطاجنة وزحف
قرّطبة ثمّ مر بجزيرة فى البحر فخلف بها جارية له يقال لها
ام حكيم ومعها نفر من جنده فتلك الجزيرة يومئذ تسمى
جزيرة امّ حكيم قد كان المسلمون حين نزلوا الجزيرة وجدوا
بها كرامين ولم يكن بها غيرهم فاخذوهم ثم عمدوا الى
رجل من الكرامين فذبحوه ثم عضوه وطبخوه ومن بقى
اصحابه ينظرون وقد كانوا طبخوا لحما فى قدر وآخر فلما
ادركت طرحوا ما كان طبخوه من لحم ذلك الرجل ولا
يُعلم بطرحهم له واكلوا اللحم الذى كانوا طبخوه ومن
بقى من الكرامين ينظرون فلم يشكوا انهم انما ياكلون
لحم صاحبهم ثم ارسلوا من بقى منهم فاخبروا
اهل الاندلس انهم ياكلون لحم الانسان واخبروهم
ما صنع من الكرامين قال وكان بالاندلس كما حدثنا
عبد الرحمن قال حدثنا ابى عبد الله بن عبد الحكم
وهشام بن اسحاق بيت عليه اقفال لا يلى ملك منهم

الا زاد عليه قفلا من عنده حتى كان الملك الذى دخل عليه المسلمون فانهم ارادوه على ان يجعل عليه قفلا كما كانت تصنع الملوك قبله فابى وقال لا اصنع عليه شيا حتى اعرف ما فيه فامر بفتحه فاذا فيه صور العرب وفيه كتاب اذا فتح هذا الباب دخل هؤلاء القوم هذا البلد ثم رجع الى حديث عثمٰن وغيره وقال فلمّا جاز طارق تلقته جنود قُرطُبَة واحقروا عليه للذى راو من قلة اصحابه فاقتتلوا فاشتد قتالهم ثم انهزموا فلم يزل يقتلهم حتى بلغوا مدينة قرطبة وبلغ ذلك لذريق فزحف اليهم من طُلَيطُلَة فالتقوا بموضع يقال له شذونه على وادى يقال له اليوم وادى ام حكيم فاقتتلوا قتالا شديدا فقتل الله عزّ وجلّ لذريق ومن كان معه وكان مُغِيث الرومى غلام الوليد بن عبد الملك على خيل طارق فزحف مغيث الرومى يريد قرطبة ومضى طارق الى طُلَيطُلَة فدخلها وسال عن المائدة ولم يكن له هَمٌّ غيرها وهى مائدة سليمان بن داؤد صلوات الله عليه التى يزعم اهل الكتاب حدثنا عبد الرحمٰن قال حدثنا يحيٰى بن بكير قال حدثنا الليث بن سعد قال فتح لموسٰى بن نصير الاندلس فاخذ منها مائدة سليمان ابن داؤد والتاج فقيل لطارق ان المائدة بقلعة يقال لها

فرأسى على مسيرة يومين من طليطلة وعلى القلعة
ابن اخت للذريق فبعث اليه طارق بامانه وامان
اهل بيته فنزل اليه فامنه ووفاله فقال له طارق
ادفع المائدة فدفعها اليه وفيها من الذهب والجوهر
مالم ير مثله فقلع طارق رجلا من ارجلها بما فيها
من الجوهر والذهب وجعل لها رجلا سواها فقومت
المائدة بمائتى الف دينار لما فيها من الجواهر واخذ
طارق ما كان عنده من الجوهر والسلاح والذهب و
الفضة والآنية واصاب سوى ذلك من الاموال مالم
يرمثله فحوى ذلك كله ثم انصرف الى قرطبه واقام بها
وكتب الى موسى ابن نصير يعلمه بفتح الاندلس وما اصاب
من الغنائم فكتب موسى الى الوليد بن عبد الملك يعلم
ذلك ويحله نفسه وكتب موسى الى طارق الا يجاوز
قرطبه حتى يقدم عليه وشتمه شتما قبيحا ثم
خرج موسى بن نصير الى الاندلس فى رجب سنة
ثلث وتسعين بوجوه العرب والموالى وعرفاء البربر
حتى دخل الاندلس وخرج مغيظا على طارق وخرج
معه حبيب بن ابى عبيد الفهرى واستخلف على القيروان
ابنه عبد الله بن موسى وكان اسن ولده فاجاز من
الخضراء ثم مضى الى قرطبه فتلقاه طارق فترضاه
وقال له انما انا مولاك وهذا الفتح لك فجمع موسى

من الاموال مالا يقدر على صفته ودفع طارق كلما غنم
اليه قال ويقال بل توجه لذريق الى طارق وهو فى الجبل
فلما انتهى اليه لذريق خرج اليه طارق ولذريق يومئذ
على سرير مُلكه والسرير بين بغلين يحملانه وعليه
تاجه وقفازاه وجميع ماكانت الملوك قبله تلبسه من
الحلية فخرج اليه طارق واصحابه رجالة كلهم ليس فيهم
راكب فاقتتلوا من حين نزغت الشمس الىٰ ان
غربت وَظنوا انه الفنا فقتل الله لذريق ومن معه
وفتح للمسلمين ولم يكن بالمغرب مقتلة قط اكثر منها
فلم يرفع المسلمون السيف عنهم ثلثة ايام ثم ارتحل
الناس الى قرطبة قال ويقال ان موسى هو الذى وجه
طارق بعد مدخله الاندلس الى طُلَيطُلَة وهى النصف
فيما بين قرطبة وأرْبُونَة واربونة اقصى ثغر الاندلس
وكان كتاب عمر بن عبد العزيز يَنتهِى الى اربونة ثم
غلب عليها اهل الشرك فهى فى ايديهم اليوم وان
طارقا انما اصاب المائدة فيها والله اعلم وكان لذريق
تملك الفى ميل من الساحل الى ما وراء ذلك واصاب
النّاس غنائما كثيرة من الذهب والفضة حدثنا
عبد الرحمن قال حدثنا عبد الملك بن محمد قال حدثنا
اللّيث بن سعد ان كانت الطنفسة لتوجد منسوجة
بقضبان الذهب بنظم السلسلة من الذهب باللؤلؤ

او الياقوت والزبرجد وكان البربر بما وجدوها
فلا يستطيعون حملها حتى ياتوا بالفاس فيضرب
وسطها فياخذ احدهما نصفها والاخر نصفها لا نقسم
وتسير معهم جماعة والناس مشتغلون بغير ذلك
حدثنا عبد الرحمن قال حدثنا عبد الملك قال حدثنا
الليث بن سعد قال لما فتحت الاندلس جاء انسان
الى موسى ابن نصير فقال ابعثوا معى ادلكم على كنزٍ
فبعث معه فقال لهم الرجل انزعوا ههنا قال فنزعوا
قال فسال عليهم من الزبرجد والياقوت شى لم يروا
مثله قط فلما راوه تهيبوه وقالوا لا يصدقنا موسى
بن نصير فارسلوا اليه حتى جاء ونظر اليه حدثنا
عبد الرحمن قال حدثنا عبد الملك بن محمد قال حدثنا
الليث بن سعد ان موسى ابن نصير حين فتح الاندلس
كتب الى عبد الله انها ليس بالفتوح ولكنه الحشر
حدثنا عبد الرحمن قال حدثنا عبد الملك بن محمد
قال حدثنا مالك بن انس عن يحيى ابن سعيد قال
لما فتحت الاندلس اصاب الناس فيها غنايم فغلوا
فيها غلولا كثيرا جعلوه فى المراكب وركبوا فيها فلما
توسطوا البحر سمعوا مناديا يقول اللهم غرق بهم
فدعوا الله وتقلدوا المصاحف قال فما نشوا ان
اصابتهم ريح عاصف وضربت المراكب بعضها بعضاً

حتى تكسرت وغرق بهم واهل مصر ينكرون ذلك ويقولون ان اهل الاندلس ليس هم الذين غرقوا وانما هم اهل سردانيه وذلك ان اهل سردانيه كما حدثنا عبد الرحمن قال حدثنا سعيد بن غُسَيرُ قال لما توجه اليهم المسلمون عمدوا الى ميناً لهم فى البحر فسدوه واخرجوا منه الماء ثم قذفوا فيهم أنيتهم من الذهب والفضه ثم ردوا عليه الماء بحاله وعمدوا الى كنيسة لهم فجعلوا لها سقفاً من دون سقفها وجعلوا ما كان لهم من مال بين السقفين فنزل رجل من المسلمين يغتسل فى ذلك الموضع الذى سدوه ثم اعادوا الماء عليه فوقعت رجله على شئ فاخرجه فاذا صحفة من فضة ثم غاص ايضاً فاخرج شيأ أخر فلما علم المسلمون بذلك حبسوا عنه الماء واخذوا جميع تلك الآنية ودخل رجلٌ من المسلمين ومعه قوس بُندقٍ الى تلك الكنسية التى دفعوا بين سقفيها مالهم فنظر الى حمام فرماه ببُندقة فاخطاه واصاب سبجة خشب فكسرها وانهال عليهم المال فغل المسلمون يومئذ غلولاً كثيراً فان كان الرجل ليأخذ الهر فيذبحها فيرمى بما فى جوفها ثم يحشوه مما غل ثم يخيط عليه ويرمى بها الى الطريق ليتوهم من راها انها ميتة فاذا خرج اخذها وان كان

الرجل ينزع نصل سيفه فيطرحه ويملا الجفن غلولا ويضع قايمة السيف على الجفن فلما ركبوا السفن وتوجهوا سمعوا مناديا ينادى اللهم غرق بهم فتقلدوا المصاحف فغرقوا جميعا الا ابو عبد الرحمن الحبلى وحنش بن عبد الله السبائى فانهما لم يكونا تدنسا من الغلول بشى حدثنا عبد الرحمن قال حدثنا عبد الملك بن محمد قال حدثنا ابن لهيعة قال سمعت ابا الاسود قال سمعت عمرو بن اوس يقول بعثنى موسى بن نصير افتش اصحاب عطاء بن رافع مولى هذيل حين انكسرت مراكبهم فكنت ربما وجدت الانسان قد خبا الدنانير فى خرقة فى شى بين خصيتيه قال فمر بى انسان متكئا على قصبة فذهبت افتشه فنازعنى فغضبت فاخذت القصبة فضربته بها فانكسرت وانتثرت الدنانير منه فاخذت اجمعها حدثنا عبد الرحمن قال حدثنا عبد الملك قال حدثنا الليث بن سعد قال بلغنى ان رجلا فى غزوة عطاء ابن رافع وغيره بالمغرب غل فتحمل بها حتى جعلها فى زفت فكان يصيح عند الموت من الزفت قال واخذ موسى ابن نصير طارق بن عمرو وشده وثاقا وحبسه وهم بقتله وكان مغيث الرومى غلاما للوليد بن عبد الملك فبعث اليه طارق انك ان رفعت امرى الى الوليد وان فتح الاندلس على يدى وان موسى حبسنى وانه يريد قتلى اعطيتك مائة عبد وعاهده على ذلك فلما اراد مغيث الانصراف

ودع موسى ابن نُصَير وقال له لا تعجل على طارق ولك اعداء
وقد بلغ امير المومنين امره واخاف عليك وِجَاهُ. فانصرف
مغيث وموسى بالاندلس فلما قدم مغيث على الوليد
اخبره بالذى كان من فتح الاندلس على يدى الطارق و
بحبس موسى اياه والذى اراد به من القتل فكتب الوليد
الى موسى يقسم له بالله لان ضربته لاضربنك ولان قتلتهُ
لاقتلن ولدك به ووجه الكتاب مع مغيث الرومى فقدم
به على موسى الاندلس فلما قراه اطلق طارقا وخلى سبيله
ووفا طارق لمغيث بالمائة العبيد التى كان جعل لهُ وخرج
موسى بن نُصَير من الاندلس بغنايمه وبالجوهر والمائدة
واستخلف على الاندلس ابنه عبد العزيز بن موسى وكانت
اقامة موسى بالاندلس سنة ثلث وتسعين واربع وتسعين
وشهرا من سنة خمس وتسعين فلما قدم موسى افريقية
كتب اليه الوليد بن عبد الملك بالخروج اليه فخرج و
استخلف على افريقية ابنه عبد الله بن موسى وسار موسى
بتلك الغنائم والهدايا حتى قدم مصر ومرض الوليد
بن عبد الملك فكان يكتب الى موسى يستعجله ويكتب اليه
سليمان بالمكث والمقام ليموت الوليد ويصير ما مع موسى
اليه وخرج موسى حتى اذا كان بطبريه اتته وفاة الوليد
فقدم على سليمان بتلك الهدايا فسر سليمان بذلك و
ويقال ان موسى بن نُصَير حين قدم من الاندلس

لم ينزل القيروان خلفها ونزل قصر الماء وضحا هنالك ثم شخص وشخص معه طارق حدثنا عبد الرحمن قال حدثنا يحيى بن بكير عن الليث بن سعد قال قفل موسى بن نُصَير وافداً الى امير المومنين فى سنة ست وتسعين ودخل الفسطاط يوم الخميس لست ليال بقين من ربيع الاول ثم رجع الى حديث عثمن وغيره قال فبينما سليمان يقبل تلك الهدايا اذ انبعث رجل من اصحاب موسى بن نصير يقال له عيسى بن عبد الله الطويل من اهل المدينة وكان على الغنايم فقال يا امير المومنين ان الله قد اغناك بالحلال عن الحرام وانى صاحب هذه المقاسم وان موسى لم يخرج خمساً من جميع ما اتاك به فغضب سليمان وقام من سريره فدخل منزله ثم خرج الى الناس فقال نعم قد اغنانى الله بالحلال عن الحرام وامر بادخاله فى بيت مال المسلمين وقد كان سليمان امر موسى بن نصير برفع حوايجه وحوايج من معه ثم الانصراف الى المغرب قال يقال بل قدم موسى بن نصير على الوليد بن عبد الملك والوليد مريض فاهدى اليه موسى المايدة فقال طارق انا اصبتها فكذبه موسى فقال للوليد فادع بالمايدة فانظر هل ذهب منها شئ فدعا بها الوليد فنظر فاذا من رجل بارجله لا يشبه الاخرى فقال له طارق سله يا امير المومنين فان اخبرك بما تستدل به على صدقه فهو صادق فساله الوليد عن الرجل فقال هكذا اصبتها فاخرج

طارق الرجل التي كان اخذ منها حين اصابها فقال
يستدل امير المومنين بها على صدق ما قلت له واني
اصبتها فصدقه الوليد وقبل قوله واعظم جائزته ثم
رجع الى حديث عثمان وغيره قال وكان عبد العزيز بن
موسى بعد خروج ابيه قد تزوج امرأة نصرانية بنت
ملك من اهل الاندلس يقال لها ابنة لذريق ملك
الاندلس الذي قتله طارق فجائته من الدنيا بشي كثير
لا يوصف فلما دخلت عليه قالت مالي لا ارى اهل مملكتك
يعظمونك ولا يسجدون لك كما كان اهل مملكة ابي
يعظمونه ويسجدون له فلم يدر ما يقول لها فامر بباب
فنقب في ناحية قصره وكان قصيرا وكان ياذن للناس
فيدخل الداخل اليه من الباب حين يدخل منكسا
رأسه لقصر الباب وهي في موضع تنظر الناس منه فلما
رأت ذلك قالت لعبد العزيز الآن قوي ملكك وبلغ الناس
انه انما نقب الباب لهذا وزعم بعض الناس انما
نصّرته فثار به حبيب بن ابي عبيدة الفهري وزياد
ابن النابغة التميمي واصحاب لهم من قبائل العرب و
اجمعوا على قتل عبد العزيز الذي بلغهم من امره
واتوا الى مؤذنه فقالوا له اذّن بليل لكي نخرج الى
الصلوة فاذن المؤذن ثم ردّ التثويب فخرج عبد العزيز
فقال لمؤذنه لقد عجلت واذنت بليل ثم توجه الى

المسجد وقد اجتمع له اولئك النفر وغيرهم ممن حضر الصلوٰة
فتقدم عبد العزيز وافتتح يقرا إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا
كَاذِبَةٌ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ فوضع حبيب السيف على رأس
عبد العزيز فانصرف هاربا حتى دخل داره فدخل جنانا له
واختفى فيه تحت شجرة وهرب حبيب من عبيدة واصحابه
واتبعه زياد بن نابغه فدخل على اثره فوجده تحت الشجرة
فقال له عبد العزيز يا بن النابغه نحنى ولك ما سالت فقال
له لا تذوق الحياة بعدها فاجهز عليه واحتز رأسه وبلغ
ذلك حبيبا واصحابه فرجعوا ثم خرجوا برأس عبد العزيز
الى سليمان بن عبد الملك وامّروا على الاندلس ايوب بن
اخت موسى بن نُصَير ومرّوا بقيروان وعليها عبد الله بن
موسى بن نُصَير فلم يعرض لهم وساروا حتى قدموا
على سليمان برأس عبد العزيز موسى فوضعوه بين
يديه وحضر موسى بن نصَير فقال له سليمان تعرف
هٰذا قال نعم اعلمه صواماً قواماً فعليه لعنة الله ان كان
الذي قتله خيراً منه وكان قتل عبد العزيز كما حدثنا
عبد الرحمن قال كما حدثنا يحيى بن عبد الله بن بكير عن
الليث بن سعد في سنة سبع وتسعين قال وكان سليمان
حانقاً على موسى بن نُصَير فدفعه الى حبيب ابن ابي عبيدة
واصحابه ليخرجوا به الى افريقيه فاستغاث بايوب بن
سليمان فاجاره وشفع له الى ابيه ويقال ان سليمان

اخذ موسى بن نُصَير فغرم لهُ ماية الف دينار والزمه ذلك واخذ ما كان لهُ فاستجار بيزيد بن المهلب فاستوهبه من سليمان فوهبه لهُ ماله ورد ذلك عليه ولم يلزمه شيًا ومكث اهل الاندلس بعد ذلك سنين لا يجمعهم والى وعزم سليمان على الحج فاخرج موسى بن نُصَير على نصب حبزه فخرج حتى اذا كان المويد توُفى وكانت وفاته فى سنة سبع وتسعين فيما حدثنا عبد الرحمٰن قال حدثنا يحيى بن بكير عن الليث ابن سعد ثم ولى افريقيه محمّد بن يزيد القرشى ولاه سليمان بن عبد الملك بمشورة رجاء بن حيٰوة وصرف عبد الله بن موسى سنة ست وتسعين حدثنا عبد الرحمٰن قال حدثنا ابن بكير عن الليث قال أُمّر محمّد بن يزيد على افريقيه سنة سبع وتسعين فلم يزل محمّد بن يزيد واليًا حتى توُفى سليمان بن عبد الملك وكانت وفاته كما حدثنا عبد الرحمٰن قال حدثنا يحيى بن بُكير عن الليث بن سعد يوم الجمعه لعشر ليال بقين من صفر سنه تسع وتسعين فعزل وولى مكانه اسماعيل بن عبد الله فى المحرم سنة مايةٌ على حربها وخراجها وصدقاتها وكان حسن السيرة ولم يبق فى ولايته يومئذ من البربر احد الا اسلم فلم يزل واليًا عليها حتى توفى عمر بن عبد العزيز وكانت وفاته كما حدثنا عبد الرحمٰن قال حدثنا ابن بُكير عن الليث بن سعد يوم

الجمعة لعشر ليالٍ بقين من رجب سنة احدى ومايه فعُزل وولى مكانه يزيد بن ابى مسلم كاتب الحجاج ولاهُ يزيد بن عبد الملك فى سنة احدى ومابة وعبد الله بن موسى بن نصير يومئذ فى المشرق فقدم مع يزيد بن ابى مسلم الى افريقيه حتى اذا كان قريباً منها تلقاه الناس فلما دخل القيروان عزم يزيد بن ابى مسلم على عبد الله بن موسى بن نُصَير ان ينصرف الى منزله فمضى عبد الله الى داره وامر يزيد الناس باتباعه حتى ظنوا انه شريك معه فلما دبر عبد الله الحقه يزيد رسولاً بان اَعِد من مالك عطاء الجند خمس سنين ثم ان يزيد بن ابى مسلم اخذ موالى موسى بن نصير من البربر فوشم ايديهم وجعلهم اخماسا واحصى اموالهم واولادهم جعلهم حرسه وبطانتهُ واخذ محمَّد بن يزيد القرشى فشدّ به وجلده جلده وجيعاً فاستسقاه فسقاه رماداً وكان محمد بن يزيد قد ولى عذاب يزيد بن ابى مسلم بالمشرق فى زمان الحجاج فقال له يزيد اذا اصبحت عذبتك حتى تموت او اموت قبلك وكان قد بنا لهُ فى السجن بيتاً ضيقاً فجعله فيه وكساهُ جبة صوف غليظة وطبع عليها بخاتم من رصاص فلما تعشا يزيد بن ابى مسلم اُتى فى اخر طعامه بعنبٍ فتناول منه عُنقوداً واهوى اليه رجل من حرسه يقال له حَرِيْز بالسيف فضربه حتى قتلهُ واحتز راسه ورمى به

في المسجد عتبة فاقبل غلام لمحمد بن يزيد فدخل عليه
السجن فقال ابشر فان يزيد قد قُتِل فقال له محمد كذبت
وظن انه دس اليه ثم اتبعه آخر من غلمانه ثم آخر حتى
توافوا سبعة فلما تيقن محمد بموت يزيد اعتق العبيد
قال ويقال بل كان حرس يزيد بن ابي مسلم حين قدم
البربر ليس فيهم الا بتري وكانوا هم حرس الولاة قبله
البتر خاصة ليس فيهم من البرانس احد فخطب يزيد
بن ابي مسلم الناس فقال اني ان اصبحت صالحاً وشمت
حرسي في ايديهم كما تصنع الروم فوشم في يد الرجل اليمنى
اسمه وفي اليسرى "حرسي" فيعرفوا بذلك من غيرهم
فانفوا من ذلك ودب بعضهم الى بعض في قتله وخرج
من ليلته الى المسجد لصلاة المغرب فقتلوه في مُصلّاه و
كان قتله كما حدثنا عبد الرحمن قال كما حدثنا يحيى بن
بُكَير عن الليث بن سعد في سنة ثنتين ومائة فلما قُتِل
يزيد بن ابي مسلم اجتمع الناس فنظروا في رجل يقوم
بامرهم الى ان ياتي راي يزيد بن عبد الملك فتراضوا
بالمُغِيرة ابن ابي بُردة القرَشي ثم احد بني عبد الدار فقال
له عبد الله ابنه ايها الشيخ ان هذا الرجل قتل بحضرتك فان
قمت بهذا الامر بعده لم آمن عليك ان يلزمك
امير المومنين قتله فقبل ذلك الشيخ فاجتمع راي اهل
افريقية على محمد ابن اوس الانصاري وكان بتونس على

عزوة ونحوها فارسلوا اليه فولوا امرهم وكتب الى يزيد بخبره بما كان فبعث فى ذلك خالد بن ابى عمران وهو من اهل تونس فقدم على يزيد فقبل منه وعفا عما كان من زلتهم فقال خالد بن ابى عمران دعانى يزيد خاليًا فقال اى رجل محمد بن اوس فقلت رجل من اهل الدين والفضل معروف بالفقه قال فيما كان بها قرشى قلت بلى المغيرة ابن ابى بردة قال قد عرفته فما له لم يبق قلت ابى ذلك واحب العزلة فسكت واتهم الناس عبد الله بن موسى بن نصير ان يكون هو الذى عمل فى قتل يزيد بن ابى مسلم فوجه يزيد بن عبد الرحمن بن بشر ابن صفوان الكلبى افريقية وذلك فى ثنتين ومائة وكان عامله على مصر فخرج الى افريقية واستخلف على مصر اخاه حنظلة فلما دخل افريقية بلغه ان عبد الله بن موسى هو الذى دس القتل يزيد بن ابى مسلم وشهد على ذلك خالد بن ابى حبيب القرشى وغيره فكتب البشر الى يزيد بن عبد الملك فكتب يزيد الى بشر بن صفوان يامره بقتل عبد الله ابن موسى بن نصير وهمّ بشر بتاخيره ايامًا فقال خالد بن ابى حبيب ومحمد بن ابى بكر لبشر بن صفوان عجل بقتله من قبل ان تاتيه عافيته عن امير المومنين وكانت ام عبد الله بن موسى بن نصير تحت ربيع صاحب خاتم يزيد فكلم يزيد فامر بعافيته وجعلت اخته للرسول ثلث الاف دينار اِنْ هو ادركه وامر البشر بقتل

عبد الله بن موسى فقتل وقدم الرسول بعافيته بعد
ان قتله فى ذلك اليوم وبعث برأسه مع سليمان بن وَعْلَة
التميمى الى يزيد فنصبه ثم وفد بشر بن صفوان الى يزيد
بهدايا كان اعدها له حتى اذا كان ببعض الطريق لقيتهُ
وفاة يزيد وكانت وفاته كما حدثنا عبد الرحمن قال كما
حدثنا يحيى بن بكير عن الليث بن سعد ليلة الجمعة
لاربع ليل بقين من شعبان سنة خمس وماية وقدم البشر
بتلك الهدايا على هشام بن عبد الملك فرده على افريقية
فَقَدَمَهَا وتتبع اموال موسى بن نصير وعَذَّب عماله
وولى على الاندلس عَنْبَسَه بن سُحَيْم الكلبى وعزل عنها
الحُرّ ابن عبد الرحمن العَبَسِى وقد كان لبشر غزا البحر
من افريقيه فاصابهم هول فهلك لذلك من جيشه
خلق كثير ثم توفى بشر بن صفوان من مرض يقال له
الوبيله فى شوال سنة تسع وماية حدثنا عبد الرحمن قال
حدثنا يحيى بن بكير عن الليث بن سعد قال نزع البشر
بن صفوان على افريقية فى سنة خمس وماية وردها اليها
فى سنة ست وماية ومات فى سنة تسع وماية و
استخلف بشر من صفوان حين توفى على افريقية نباس
بن قُرْط الكلبى فعزله هشام وولى عُبَيْدَة بن عبد الرحمن
القَيْسِى على افريقية فى صفر سنة عشر وماية حدثنا
عبد الرحمن قال حدثنا يحيى بن عبد الله بن بُكَيْر عن

اللَّيث قال وولى عبيدة بن عبد الرحمن افريقِية فى محرم سنة
لعشر ومائة ـ فلما قدم عبيدة افريقيه وجه المُستنير بن الحارث
الحرشى غازيا الى صِقِلّيّة فاصابتهم ريح ففرقتهم ووقع المراكب الذى
كان فيه المُستنير الى ساحل اطرابلس فكتب عبيدة ابن عبد الرحمن الى
عامله على اطرابلس يزيد بن مسلم الكِندِى يامره ان يشده وثاقاً
ويبعث معه ثقة فبعث به وثاقاً فلما قدم على عبيدة جلده جلداً
وجيعاً وطاف به القيروان على اتان ثم جعل يضربه فى كل جُمعة
مرة حتى اذا بلغ اليه وذلك ان المستنير اقام بارض الروم
حتى نزل عليه الشتا واشتدت امواج البحر وعواصفه
فلم يزل محبوساً عنده وكان عبيدة قد ولى عبد الرحمن بن
عبد الله العَكّى على الاندلس وكان رجلاً صالحاً فغزا
عبد الرحمن افرنجه وهم اقاصى عدو الاندلس فغنم
غنائم كثيرة وظفر بهم وكان فيما اصاب رجلاً من ذهب
مفصّصة بالدر والياقوت والزبرجد فامر بها فكسرت
ثم اخرج الخمس وقسم ساير ذلك فى المسلمين الذين كانوا
معه فبلغ ذلك عبيدة فغضب غضباً شديداً فكتب
اليه كتاباً يتواعده فيه فكتب اليه عبد الرحمن إنّ السّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ لَوْكَانَتَا رَتْقًا لَجَعَلَ الرَّحْمٰنُ الْمُتَّقِيْنَ مِنْهُمَا مَخْرَجًا" ثم
خرج اليهم ايضاً غازياً فاستشهد وعامة اصحابه فكان قتله كما
حدثنا عبد الرحمن قال ما اخذتها يحيى عن الليث فى سنة خمس
عشرة ومائة فولى عبيدة على الاندلس بعده عبد الملك بن قطن ثم

خرج عبيدة الى هشام بن عبد الملك وخرج معه فى هدايا وذلك فى شهر رمضان سنة اربع عشرة وماية قال عبد الرحمن قال حدثنا يحيى بن ابى بكير عن الليث بن سعد قال كان قدوم عبيدة بن عبد الرحمن من افريقية سنة خمس عشرة وماية وفيها امر ابن قطن على الاندلس وكان فيما خرج به العبيد والاماء ومن الجوارى المخيرة سبع ماية جارية وغير ذلك من الخصيان والخيل والادوية والذهب والفضة والآنية واستخلف على افريقية حين خرج عثمية بن فدامة التجيبى فقدم على هشام بهداياه واستعفا فعفاه وكتب الى عبيد الله ابن الحجاب وهو عامله على مصر يامره بالمسير على افريقة وولاه اياها وذلك فى شهر ربيع الاخر من سنة ستة عشر وماية فقدم عبيد الله بن الحبحاب افريقية فاخرج المستنير من السجن وولاه تونس واستعمل ابنه اسماعيل ابن عبيد الله على السُوس واستخلف ابنه القاسم بن عبيد الله على مصر واستعمل على الاندلس عقبة بن الحجاج وعزل عبد الملك بن قطن ويقال بل كان الوالى على الاندلس يومئذ عنبسه بن بن سُحَيْم الكلبى فعزله ابن الحبحاب وولا عقبة بن الحجاج فهلك عُقْبَة بن الحجاج باندلس فرد عبيد الله عليها عبد الملك بن قطن وغزا عبد الله بن حبيب بن ابى عبيد الفهرى السوس وارض السودان فظفر بهم ظفرا لم ير مثله

واصاب ماشاء من ذهب وكان فيها اصاب جارية او جاريتان من جنس تسميه البربر اُجَان ليس لكل واحدة منهن الا ثَدْىٌ وَاحِدٌ ثم غزا ايضًا البحر ثم انصرف وانتقضت البربر على عبيد الله من الحَبحَاب بطَنْجَه فقتلوا عامله عمر بن عبد الله المُرَادِى وكان الذى تولى ذلك مَيْسَرة الفقير البربرى ثم المدغرِى والذى قام بامر البربر وادعا الخلافة وتسمى بها وبُوْيع عليها ثم استعمل ميسرة على طنجه عبد الاعلى ابن حُدَيج الافْرِيْقى وكان اصله روميًا وهو مولى لابن نُصَير ثم سار الى السوس وعليها اسماعيل ابن عبيد الله فقتله وذلك اول فتنة البربر بافريقية ووجه عبيد الله بن الحَبحَاب خالد بن ابى حبيب الفَهْرِى الى البربر بطنجه ومعه وجوه اهل افريقية من قُريش والانصار وغيرها فقتل خالد واصحابه لم ينج منهم احد فسميت تلك الغزوة غزوة الاشراف ويقال ان خالد لقى ميسرة دون طَنْجَه فقتل ومن معه ثم انصرف ميسرة الى طنجه فانكرت عليه البربر سيرته وانه تغير عن ماكانوا بايعوه عليه فقتلوه وولوا امرهم عبد الملك بن قطن المُحارِبى حدثنا عبد الرحمن قال حدثنا يحيى بن بُكَيْر عن الليث ابن سعد قال كان بين مَيْسرة الفقير واهل افريقية من البربر وقتل اسماعيل ابن عبيد الله وخالد بن ابى حبيب فى سنة ثلث وعشرين

فوجه اليهم ابن الحبحاب حبيب بن ابی عبيدة فلما بلغ تلمسين اخذ موسى بن ابی خالد مولى لمعاوية بن خديج و كان على تلمسين. وقد اجتمع اليه من تمسك بالطاعة فاتهمه حبيب ان يكون له هوى او قد دس للفتنة فقطع يده ورجله فكان مقيم بتلمسين فی جيشه وقفل عبيد الله بن الحبحاب الى هشام بن عبد الملك وذلك فی جمادى الاولى من سنة ثلث وعشرين ومائة ثم وجه هشام على افريقية كلثوم بن عياض القيسی فی جمادى الاخرة سنة ثلث و عشرين ومائة وقدم بلج ابن بشر امامه فلما قدم كلثوم افريقية امر اهل افريقية بالجهاد والخروج معه الى البربر وقطع على اهل طرابلس بعثا فخرج فی عدد كثيرا واستخلف على القيروان عبد الرحمن بن عقبة الغفاری و على الحرب مسلمة بن سوادة القرشی فثار عليه بعد خروج كلثوم يسيد طنجة عكاشة بن ايوب الفزاری من ناحية قابس وهو صفری وارسل اخا له فقدم سبرة فجمع بها زناتة وحضر اهل سوق سبرة فی مسجدهم وعليهم حبيب بن ميمون وبلغ الخبر صفوان بن ابی مالك وهو امير اطرابلس فخرج بهم فوقع على اخی الفزاری وهو محاصر اهل سبرة فقاتلهم فانهزم الفزاری وقتل اصحابه من زناتة وغيرهم وهرب الى اخيه بقابس وخرج مسلمة بن سوادة فی اهل القيروان الى عكاشة

بن ايوب بقابس فقاتلهم فانهزم مَسْلَمَة وقتل جماعة
من خرج معه ولحق بالقيروان وتحصن عامة من كان مع
مسلمة من اهل القيروان وعليهم سعد بن مُحَيْرَة
الغسّانى ويقال ان كلثوم بن عياض حين قدم من هشام
خلف القيروان ولم ينزل به ولم يدخله ونزل سَبِيبَة
وهى من مدينة قيروان على يوم فافطر فيها وكتب الى
حبيب بن ابى عبيدة الا يفارق عسكره حتى يقدم
عليه ثم شخص كلثوم غازيا حتى قدم على حبيب ثم
رحلا جميعا بمن معهم الى طنجه وكان كلثوم حين خرج
الى البربر قدم بلج بن البشر على مقدمته فى الخيل فلما
قدم على حبيب رَفَضَه واَهَان منزلته ثم قدم كلثوم
فَتَلَقّاه حبيب فتهاون به ايضا ثم خطب كلثوم الناس
على دسّ بان له فطعن فى حبيب وشتمه واهل بيته
وكان عبد الرحمن بن حبيب مع ابيه حبيب ثم تقدم
كلثوم فلما انتهى الى نطلوبه من ارض طنجه تلقته
البربر بجموعهم وعليهم خالد ابن حُمَيْدُ الزَّنَاتى ثم الهُتُورى
عراة مُتَجَرّدِين ليس عليهم الا السراويلات وكانوا
صفرية وجاؤا جردين فاشار حبيب بن ابى عبيدة على
كلثوم ان يقاتلهم الرجالة بالرجالة والخيل بالخيل فقال له
كلثوم ما اغناك عن رايك يا بن حبيب وجه بلج بن البشر
على الخيل ليدوسهم بها وكانت الخيل اوثق فى نفس

كلثوم من الرجالة وان بلجا اسرى بليلته حتى وافقهم
عند الصبح واستقبلوه عراة متجردين فحملت عليهم
الخيل فصاحوا وولّوا ورموا بالاوضاف فانهزم بلج جريحا
وتساقطت الخيول على كلثوم وقد تاهب وعنا اصحابه
فارسل الى حبيب بن ابى عبيدة فقال ان امير المومنين
امرنى ان اوليك القتال واعقد لك على الناس فقال حبيب
قد فات الامر وزحفت رجالة البربر على اثر الخيل حتى
خالطوا كلثوم واصحابه فاقسم حبيب على ابنه عبد الرحمن
ان لا ينزل راجلا وان يلزم بلجاً فيكون معه اسفاً على بلج
فانى مقتول وهلك كلثوم وحبيب ومن معهما وانهزم الناس
الى افريقية وكان قتل فى سنة ثلث وعشرين ومائة
حدثنا عبد الرحمن قال حدثنا يحيى بن بكير عن الليث
بن سعد قال قتل كلثوم فى سنة اربع وعشرين ومائة
قتله مَيْسرة وانهزم بلج بن بشر وثعلبة الجُذامى وبقية
اهل الشام الى الاندلس فاتبعهم ابو يوسف الهُوّارى
وكان طاغيةٌ من طواغى البربر فادركهم فقاتلهم فقتل
ابو يوسف وانهزم اصحابه ومضى بلج وثعلبة الى الاندلس
وكان كلثوم قد كتب الى اهل الاندلس وفيها عبد الملك
بن قطن الفهرى يامرهم بامداده والخروج اليه فوافاهم
بلج وقد وقعوا الى مجاز الخضراء ونفذ عبد الرحمن بن
حبيب امام بلج الى الاندلس فقدمها وامر عبد الملك

بن قطن الا ان يمح لبلج ولا يطيعه ثم قدم بلج وقام بالجزيرة وكتب الى عبد الملك بن قطن انه خليفة كلثوم وشهد له بذلك ثعلبة الجذامي واصحابه وكان الرسول فيما بينهم قاضي الاندلس فسلم عبد الملك بن قطن الولاية لبلج على كره من عبد الرحمن بن حبيب فخرج عبد الرحمن من قرطبه كارها لولاية بلج ثم ان بلجا لما قدم قرطبه حبس عبد الملك بن قطن في السجن وثار عبد الرحمن بن حبيب ومعه امية ابن عبد الملك ابن قطن فجمعا لقتال بلج فاخرج بلج عبد الملك بن قطن من السجن وقال له قم في المسجد واخبر الناس ان كلثوم كتب اليك اني خليفته فقام عبد الملك فقال ايها الناس اني والي كلثوم واني محبوس بغير حق فضرب بلج عنقه ثم قدم عبد الرحمن بن حبيب بجموع فخرج اليه بلج ومن معه من اهل الشام وكان بينهم نهر فلما كان الليل عبر عبد الرحمن الى قرطبه وخليفة بلج بها القاضي وقد كان القاضي اتهم بدم عبد الملك بن قطن فاخذه عبد الرحمن بن حبيب فسمل عينيه وقطع يديه ورجليه وضرب عنقه وصلبه على شجرة وجعل على جثته راس خنزير وبلج لا يشعر ثم خرج من قرطبه فقاتله بلج فانهزم عبد الرحمن بن حبيب ثم جمع جمعا آخر فقتل بلج ومن معه ويقال ان بلج لم يقتل انما مات موتا حدثنا عبد الرحمن قال حدثنا يحيى بن بكير عن الليث

قال مات بلج فى سنة خمس وعشرين وماية بعد قتله ابن قطن لشهرين ثم افترق اهل الاندلس على اربعة امرأ حتى ارسل اليهم حَنْظَلَه بن صَفوان الكَلبِى بابن خَطّاب الكلبى فجمعهم وساذكر ذلك فى موضعه ان شاء الله تعالى وقد كان كلثوم بن عياض كتب الى عامله على اطرابلس صَفوان ابن مالك يستمده فخرج اليه باهل اطرابلس حتى قدم اليه قَابِس فانتهى اليه خبر كلثوم ومن معه فانصرف وقد كان خرج الى سعيد بن بجَرَة ومن تحصن معه من اصحاب مُسْلَمَة ابن سَوَادة الجذامى وتجا الفزارى الى نهر يقال لهُ بلجمه على اثنى عشر ميلاً من قَابِس فلما رجع صفوان ابن ابى مالك تحصن سعيد بن بجَرَة واصحابه بقابس وخرج عبد الرحمن بن عُقبَة الغِفارى فى اهل القيروان الى الفُزَارى فلقيهُ فيما بين قابس وبين القيروان وانهزم الفزارى وقتل عامة اصحابه ثم وجّه هِشَام بن عبد الملك حَنْظلة بن صَفوَان فى صفر سنة اربع وعشرين وماية وكان عامله على مصر فلما قدم افريقية كتب اليه اهل الاندلس واهل الشام وغيرهم يَسْئلونهُ ان يبعث عليهم واليًا فبعث ابا الخطاب فلما قدمها ادوا اليه الطاعة فوليها فانت له وفرق جمع بلخ ابن بشر وعبد الرحمن بن حبيب واخرج ثعلبة بن سَلامَة فى سفينة الى افريقيه ثم اخرج بعد عمر بن عبد الرحمن بن حبيب واخرج معه ثعلبة اهل الشام فكانوا

بالقيروان مع حنظلة ثم ان حنظلة بن صفوان اخرج
عبد الرحمن بن عقبة الغفارى الى عكاشة بن ايوب الفزارى
وقد جمع جمعا عظيما بعد انهزامه من قابس فلقيه من
معه فانهزم الفزارى وقتل عامة اصحابه ثم جمع ايضا
فلقيه عبد الرحمن بن عقبة فهزمه ثم جمع جمعا اخر و
قدم عبد الواحد بن يزيد الهوارى ثم المذحجى وكان صفريا
مجامعا للفزارى على قتال حنظلة بن صفوان فخرج اليهما
عبد الرحمن بن عقبة فى اهل افريقيه فقتل عبد الرحمن
بن عقبه واصحابه وكان مقتل عبد الرحمن بن عقبه كما
حدثنا يحيى بن بكير عن الليث فى سنة اربع وعشرين و
ماية ثم مضى عبد الواحد بن يزيد فاضل تونس فاستولى
عليها وسلم عليه بالخلافة ثم تقدم الى القيروان وانتبذ
الفزارى بعسكره ناحية وكلاهما يريد القيروان يتبادران
اليها ايهما يسبق صاحبه فيغنم فلما راى حنظلة
ما غشيهم من جموع البربر مع الفزارى وعبد الواحد
احتفر على القيروان خندقا وزحف اليهم عبد الواحد
وكتب الى حنظلة يامره ان يخلى له القيروان ومن فيه
فاسقط فى ايديهم وظنوا انهم سيسبوا حتى ان كان
حنظلة يبعث الرسول معهم ليأتيه بالخبر فما يخرج
الى ميسرة ثلثة اميال الا بخمسين دينارا فلما غشيه
عبد الواحد فكان من القيروان على ثنية بمرحلة بمكان

يقال له الاصنام ونزل الفزارى من القيروان على ستة
اميال وكان مع عبد الواحد ابو قُرّة العُقيلى وكان على
مقدمته فكتب حنظلة الى الفزارى كتابا يرثيه فيه يهيبه
رجاء لا يجتمعا عليه فلا يقوى عليهما وخاف اجتماعهما
وكان عُكاشة اقرب الى حنظلة فصبح عبد الواحد
عند الاصنام بجموعه وزحف حنظلة الى الفزارى لقربه
منه وخرج معه باهل القيروان فخرج قومٌ آيسين من
الحياة للذى كانوا يتخوفونه من سبى الذرارى وذهاب
النساء والاموال وجعل عليهم محمد بن عمرو بن عُقبه
فلقيهم بالاصنام فهزم الله عبد الواحد وجمعه وقتل
ومن معه قتلا ما يدرا ما هو وهرب من هرب منهم
فلما فتح الله لحنظلة عاجل الفزارى من ليلته فقاتله
بالقَرْن ولم يكن بلغ عُكاشه هزيمة عبد الواحد فهزمه
الله ومن معه من اصحابه وهرب عُكاشه حتى انتهى
الى بعض نواحى افريقية فاخذه قوم من البربر اسيرا
حتى اتوا به الى حنظله فقتله وكان عبد الواحد ومن
معه صفرية يستحلون سبى النساء وكان قتل عُكاشه
وعبد الواحد كما حدثنا عبد الرحمن قال كما حدثنا
يحيى بن بكير من الليث سنة خمس وعشرين ومائة و
قد كان حنظلة عند ما كان من حلول عبد الواحد
بالاصنام وعكاشه بالقرن وقريبا من القيروان كتب الى

معاوية بن صفوان عامله على اطرابلس يامره بالخروج اليه باهل اطرابلس فخرج حتى انتهى الى قابس فبلغه ما كان من هزيمة عبد الواحد وعكاشه فكتب اليه حنظله فى بربر خرجوا بنَفْزاوَة وسبوا اهل ذمتها فامض اليهم فسار اليهم بمن معه فقاتلهم فقُتل معاوية بن صَفْوان وقتل الصُفرية واستنقذ ما كان فى ايديهم مما اصابوا من اهل الذمة فبعث حنظلة الى جيش معاويه ذلك زيد بن عمرو الكلبى فانصرف بهم الى اطرابلس وكان عبد الرحمن بن حبيب بقابس وكان ثعلبة بن سلامة الجذامى مع حنظلة فلما بلغ من بافريقية من اهل الشام قتل الوليد بن يزيد خرج عامة قوادهم وخرج ثعلبه بن سلامة الى المشرق وكان قتل الوليد كما حدثنا يحيى بن بكير عن الليث فى يوم الخميس لثلاث ليالٍ بقين من جمادى الآخرة سنة ست وعشرين ومائة فخرج عبد الرحمن بن حبيب بتونس وجمع لقتال حنظلة بن صفوان واخراجه من افريقية فلما بلغ ذلك حنظلة ارسل وجوه افريقية الى عبد الرحمن يدعوه الى الدعة والكف عن الفتنة فساروا فلما كانوا ببعض الطريق تلقتهم ولاية مروان بن محمد فارادوا الانصراف ف بلغ عبد الرحمن ان حنظلة ارسل اليهم رُسُلا وكانوا خمسين رجلا وانهم يريدون الانصراف فارسل اليهم خيلا

فاصرفتهم اليه ووجّهَ عبد الرحمن عليهم لخروجهم اليه
وكانوا قد كاتبوه قبل ذلك سرًّا من حنظلة فلما بلغتهم كلاية
مروان نزعوا عن ذلك فبعث بهم الى تونس فى الحديد
وكتب عبد الرحمن الى حنظلة ان يخلى له القيروان وان
يخرج منها واجّله ثلثة ايام وكتب الى صاحب بيت المال
الّا يعطيه دينارًا ولا درهمًا الا ما حمل له من ارزاقه
فلما قرا حنظلة الكتاب همّ بقتاله ثم حجزه عنه الورع
وكان ورعًا فخرج بمن خفّ معه من اصحابه من اهل
الشام وذلك فى جمادى الاولى سنة ستة وعشرين وماية
ودخل عبد الرحمن بن حبيب القيروان فى جمادى الآخرة
سنة ست وعشرين وماية ثم بعث عبد الرحمن اخاه ابن حبيب
عاملًا على اطرابلس فاخذ عبد الله بن مسعود التجيبى
وكان اباضيًا قاضيًا ورئيسًا فيهم فضرب عنقه واجتمعت
الاباضية باطرابلس فعزل عبد الرحمن اخاه وولى حُمَيد
بن عبد الله العكى وكان على الاباضية حين اجتمعت
عبد الجبار بن قيس المرادى ومعه الحارث بن تليد
الحضرمى فحاصروا حُمَيد بن عبد الله فى بعض قرا اطرابلس
ووقع الوبا فى اصحابه فخرج بعهد وامان فلما خرجوا
اخذ عبد الجبار بن قيس نُصَير بن راشد مولى الانصار
فقتله وكان من اصحاب حميد وكانوا يطلبونه بدم عبد الله
بن مسعود المقتول واستولى عبد الجبار على ذناته

وارضها فكتب عبد الرحمن ابن حبيب الى يزيد بن صفوان المعافرى بولاية اطرابلس ووجه مجاهد بن مسلم الهوارى يستالف الناس ويقطع من عبد الجبار هوارة وغيرهم فاقام مجاهد فى هوارة اشهراً ثم طردوه فلحق بيزيد بن صفوان باطرابلس فوجه عبد الرحمن بن حبيب محمد بن مفروق وكتب الى يزيد بن صفوان بالخروج معه فخرجوا فلقيهم عبد الجبار بن قيس والحارث بن تليد بما كان من ارض هوارة فقتل يزيد بن صفوان ومحمد بن مفروق وانهزم مجاهد بن مسلم الى ارض هوارة فقفل عبد الرحمن بن حبيب واجتمع اليه جمعٌ كثيرٌ فزحف بهم الى عبد الجبار والحارث ابن تليد فلقيهم بارض زنارة فانهزم عمرو بن عثمان واصحابه واستولى عبد الجبار والحارث على اطرابلس كلها ثم خرج عمرو بن عثمان الى دغوغا ومعه مجاهد بن مسلم واتبعهُ الحارث بن تليد فوجه عمرو بن دعوغا الى ارض الصحراء فادركه الحارث فتقدم عمر الى سُرت فادركته خيل الحارث فقتلوا نفراً من اصحابه ونجا عمرو على فرسه جريحاً واحتوى الحارث على عسكره استفحل امر عبد الجبار والحارث ثم اختلف امرهما وتفاقم ما بينهما فاقتتلا فقتل عبد الجبار والحارث جميعاً فولى البربر على انفسهم اسماعيل بن زياد النفُوسى فعظم شانه وكثر تبعه فخرج اليه عبد الرحمن بن حبيب حتى

اذ كان مقابس [illegible]
خيل فلقى اسماعيل فقتل اسماعيل [illegible]
من البربر اسارى كثيرة وكان عبد [illegible]
ولم يشهد الوقعة فمضى حين [illegible] الى [illegible]
ومعه الاسارى وكتب الى عمرو بن عثمان [illegible]
من ارض مصر وقدم الاسارى فضرب اعناقهم
وصلبهم واستعمل على انهم من اطرابلس عمرو بن [illegible]
المرادى وامروان ينقل +

(أخر جزء خامس من فتح مصر)